بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۵ رجمادی الاول ۹۰ھ ۱۰ر جولائی ۷۰ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

اَحادیثُ الرَّسُول

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

• حج سے گناہ دُھل جاتے ہیں • جنّت تلواروں کے سائے میں ہے۔
• پہلے گھر والوں سے آغاز کرو • رشوت • ملاوٹ کرنیوالا ہم میں سے نہیں ہے

◎

اِنَّ الحَجَّ یَغسِلُ الذُّنُوبَ کَمَا یَغسِلُ اَلمَآءَ الدَّنَسَ (طبرانی)

اِنَّ۔ بے شک۔ یَغسِلُ دھو ڈالتا ہے۔ ذُنُوبٌ۔ ذَنبٌ کی جمع ہے گناہ۔ کَمَا جیسے۔ اَلمَاءُ پانی۔ اَلدَّنَسَ میل

ترجمہ: بے شک حج گناہوں کو یوں دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو صاف کر دیتا ہے۔

تشریح حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ ہر صاحب حیثیت مسلمان پر تمام عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ مسلمان دور دراز کا سفر اختیار کرکے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔ گھر بار، کار و بار اور اہل وعیال سب چھوڑ کر اللہ کے اس فرض کو ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اس فرض کی ادائیگی میں تکلیفیں کچھ زیادہ ہی اٹھانی پڑتی ہیں اس لئے اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ:

”حج کرنے کے بعد آدمی گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا ہے۔“

◎

اَلجَنَّةُ تَحتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ۔ (مسند حاکم)

اَلجَنَّةُ، جنّت۔ تَحتَ، نیچے — ظِلَالٌ۔ ظِلٌّ کی جمع ہے۔ سایہ۔ سُیُوفٌ۔ سَیفٌ کی جمع ہے، تلوار۔

ترجمہ: جنّت تلواروں کے سائے میں ہے۔

تشریح جہاد اسلام کا چھٹا رکن ہے۔ یہ آپ کے ارشاد ”اَلجِهَادُ مَاضٍ اِلیٰ یَومِ القِیَامَةِ“ کے تحت قیامت تک جاری رہے گا

اس حدیث میں آپ نے جہاد کی اہمیت بتائی ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں دین کی سربلندی کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیں تو انہیں ہمیشہ کی زندگی اور جنّت ملے گی۔ شہید کی موت لاکھ زندگیوں سے بہتر ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ:۔

”جو لوگ اللہ کی راہ میں جان دے دیں۔ انہیں مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔“

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شہادت کی آرزو فرمائی ہے۔

◎

اِبدَأ بِمَن تَعُولُ (طبرانی)

اِبدَأ۔ شروع کرو۔ بِمَن تَعُولُ جس کے تم کفیل ہو۔ جس کا خرچ تمہارے ذمّہ ہے۔

ترجمہ: اس شخص سے شروع کرو جس کا خرچ تمہارے ذمّہ ہے۔

تشریح حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ان لوگوں کی امداد کرو جن کا نان و نفقہ تمہارے ذمے ہے۔ بعد میں دوسرے لوگوں پر مال خرچ کرو ایسا نہ ہو کہ گھر عذاب اور باہر ثواب، بلکہ گھر والوں کا خیال زیادہ ہو، پھر باہر والوں کا۔ فارسی میں کہا گیا ہے:

”اوّل خویش، بعد درویش“

انگریزی زبان میں بھی مشہور محاورہ ہے:۔

THE CHARITY BEGINS AT HOME

◎

اَلرَّاشِی وَالمُرتَشِی فِی النَّارِ۔ (طبرانی)

رَاشِی۔ رشوت دینے والا، مُرتَشِی۔ رشوت لینے والا۔

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت وصول کرنے والا آگ کا مستحق ہے

تشریح اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بااختیار لوگوں کو مال دینا رشوت ہے۔ رشوت بہت بڑا جرم ہے۔ تمام اقوام اسے جرم سمجھتی ہیں اور اس کے مرتکب کو سزا دیتی ہیں۔ لیکن اتنی وعید اور دھمکی کسی بھی مذہب میں نہیں جتنی اسلام میں ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ یہ مرض مسلمانوں میں بھی نہایت شدّت کے ساتھ موجود ہے۔

کاش ہم اس حدیث پر عمل پیرا ہوتے تو اس قدر مالی پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوتے۔ یہ بات یاد رہے کہ رشوت بہر حال رشوت ہی ہے ناجائز اور حرام ہے۔ ہم ”ہدیہ“ کہیں ”من فضلِ ربّی“ کہیں۔ اللہ تعالےٰ سے رشوت اور ہدیہ مخفی نہیں ہے۔ الغرض رشوت دینے اور قبول کرنے کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔

◎

مَن غَشَّ فَلَیسَ مِنَّا (ترمذی شریف)

غَشَّ۔ دھوکہ دیا۔ ملاوٹ کی۔

ترجمہ: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے

تشریح مسلمان کا معاملہ بالکل صاف اور کھرا ہونا چاہئے۔ اسلام نے دھوکے اور ملاوٹ سے روکا ہے مسلمان اپنا مال فروخت کرتے وقت خریدار کے سامنے رکھ دے، اس کی خوبی اور عیب سب بیان کر دے تاکہ خریدار کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔ اسی طرح کسی چیز میں دوسری شے کی آمیزش کرے اس سے خریدار کو نقصان پہنچتا ہے۔ بہت بڑا اجر ملے گا ان تاجروں کو جو صفائی اور دیانت داری سے تجارت کرتے ہیں اور بہت بڑا خسارہ ہے ان تاجروں کے لئے جو دھوکے اور ملاوٹ سے کام لیتے ہیں۔ قیامت میں کھرا کھوٹا سب الگ الگ ہو جائے گا۔ کتنی بڑی ڈانٹ ہے اس حدیث شریف میں دھوکہ دینے والوں اور ملاوٹ کرنے والوں کے لئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۵ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ
۱۰ جولائی ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۸

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

ملّتِ اسلامیہ کو متحد رکھنے کا واحد طریقہ

مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کیلئے لمحۂ فکریہ

یہ حقیقت محتاجِ وضاحت نہیں کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ و بقار کی اہمیت و عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ ہی میں ایک جھوٹے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذّاب کی سرکوبی اور فتنۂ ارتداد کے مکمل خاتمہ کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک باقاعدہ فوج کو مامور فرمایا تھا اور خلیفۂ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی زیر کمان اس فوج نے باقاعدہ جنگ کر کے فتنۂ ارتداد کا پوری طرح سدّباب کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد امتِ مسلمہ کی پوری تاریخ میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے کہ کسی بدبخت نے عقیدۂ ختمِ نبوّت پر ضربِ کاری لگانے کی ناپاک جسارت کی ہو اور اس کا بروقت تدارک یا سدّباب نہ کیا گیا ہو اور جلد یا بدیر اس فتنۂ ارتداد کا قلع قمع نہ کر دیا گیا ہو۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں جہاں مختلف عنوانات کے تحت فتنے سر اٹھاتے رہے وہاں ان کی سرکوبی اور باز پرس کے لئے ضرور مردانِ حق آگاہ معرکۂ کارزار میں سامنے آتے رہے سرزمینِ ہند میں فرنگی سامراج نے ملّتِ اسلامیہ کو مفلوج بنانے اور اسلام کے پاکیزہ نظریات کی جگہ کفر و الحاد پھیلانے کے لئے جہاں اور بہت سے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کئے وہاں قادیانی فتنہ کا وجود قائم کرنے اور جھوٹی نبوّت جاری کرنے کی سازش بھی اسی کی گہری کڑیاں ہیں۔ اس فتنہ کے انسداد کے لئے اسلامیانِ ہند نے جلیل القدر علمار مشائخ کی سرکردگی و قیادت میں بھرپور جد و جہد کی ہے۔ جن میں

علمار دیوبند میں سے مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا مرتضیٰ حسنؒ چاندپوری، امیر شریعت سیّد عطار اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ لاہوری، خطیب الاسلام قاضی احسان احمدؒ شجاع آبادیؒ، مولانا محمد انوریؒ لائل پور۔

علمار بریلی میں سے مولانا احمد رضا خاں، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، محدث کچھوچھوی اور پیر جماعت علی شاہ ثانی۔

علمار اہل حدیث میں سے مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا ثنار اللہ امرتسری، مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی، مستری محمد عبداللہ معمار، مولانا محمد بشیر سہوانی۔

علمار شیعہ میں سے علامہ سید علی حائری، علامہ کفایت حسین۔

مشائخ طریقت میں سے حضرت پیر مہر علی شاہؒ، خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں، خواجہ نظام الدین تونسوی اور پیر سیال شریف۔

نامور شعرار اور صحافی حضرات میں سے حکیم الامت علامہ محمد اقبال اور مولانا ظفر علی خاں۔

قومی رہنماؤں میں سرسید احمد خان

معروف علمار کرام میں سے پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا ابوالقاسم، رفیق دلاوری، مولانا محمد عالم آسی، مولانا نور احمد امرتسری، مولانا مفتی محمد صادق بہاولپوری، مولانا کرم دین چکوالی اور عصر حاضر میں مختلف مکاتبِ فکر کے علمار، قومی رہنما، نامور خطیب، مقرر، واعظ، صحافی، اہل قلم، شعرار، مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنما اور بے شمار دوسری عظیم شخصیات جو بقیدِ حیات ہیں اور اپنے اپنے

طریقِ کار اور انداز کے مطابق عقیدۂ ختمِ نبوّت کا تحفظ کر کے حضرت خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ اقدس کے حضور عقیدت و محبت اور احترام و شیفتگی کا نذرانہ پیش کر رہی ہیں۔

یہ پہلو ہر ایک کے لئے موجبِ اطمینان ہے کہ تمام مسلمان دورِ حاضر کے خلفشار اور افراتفری کے باوجود ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے بلا اختلاف متفق و متحد ہیں۔ اس مرکزی اتحاد و اتفاق کا تقاضا یہ ہے کہ جب یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے کسی بھی فرقے اور کسی بھی مکتبِ فکر کے لئے اختلافی یا نزاعی نہیں ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ وارانہ خلفشار، سیاسی بحثوں اور فروعی جھگڑوں سے الگ ہو کر اور وقتی الجھنوں سے دامن بچا کر مثبت انداز میں تمام ذی صلاحیت حضرات کو اپنا ایک ایسا مرکز قائم کر لینا چاہئے جو ایسے تمام مسائل کے لئے مشترکہ جد و جہد کا آغاز کرے اور جو سب کے لئے قدر مشترک کی حیثیت رکھے۔

جس طرح عقیدۂ ختم نبوّت سب کے لئے مشترک ہے اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اور تمام مکاتبِ فکر کے علماء بلا امتیاز مسلک و مؤقف عقیدۂ ختمِ نبوّت کے خلاف ہر قسم کے فتنوں کی سرکوبی اور تعاقب کر رہے ہیں اسی طرح اسلام کے مقدس نام پر اسلام کے صحیح عقاید و نظریات کے خلاف جو جو فتنے سر اٹھا رہے ہیں ان کی بھی بروقت سرکوبی کے لئے مشترکہ جد و جہد کرنی چاہئے۔ اور اسلام کے صحیح عقاید و نظریات کے تحفظ کے لئے عقیدۂ ختم نبوّت کی طرح مرکزی اور اجتماعی قدم اٹھانا چاہئے۔

جو حضرات مختلف مکاتبِ فکر پر مشتمل اس طرح کے اجتماعی اور مرکزی اقدام کے لئے آمادہ ہوں اور خداوندِ قدوس کی رضا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے تحفّظ کے لئے تمامتر صلاحیتوں اور جد و جہد کے لئے ٹھوس اور بنیادی خدمات انجام دینے کے لئے تیار ہوں وہ اپنی مفید تجاویز اور اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں تاکہ کوئی ٹھوس کام کیا جا سکے۔

مفتئ اعظم سے

کمتر صاحب

اب قوم تیرے ساتھ ہے اے مفتئ اعظم
میدانِ سیاست میں تیرا اونچا ہے پرچم

اس ملک میں ہم چاہتے ہیں آئین شریعت
ظلمت کے جو طوفان ہیں رک جائینگے یک دم
ایوانِ عدالت میں ہو قرآن کی عظمت
اے مفتئ اعظم . . . . .

اب دل میں جو ہم ٹھان چکے کر کے رہیں گے
باطل کے گھرانوں میں بچھی ہے صفِ ماتم
اس کی نہیں پرواہ کہ جئیں گے یا مریں گے
اے مفتئ اعظم . . . . .

ہم ختمِ نبوّت کے وفادار رہیں گے
ہر آن جمعیت کے رضاکار رہے ہم
پہلے کبھی باطل سے دبے ہیں نہ دبیں گے
اے مفتئ اعظم . . . . .

اب دَورِ خلافت کا بھلایا نہیں جاتا
جس شیر کی آمد نے کیا کفر کا سر خم
فاروق رض کی عظمت کو چھپایا نہیں جاتا
اے مفتئ اعظم . . . . .

جاتے ہوئے مدنی نے جمعیۃ تجھے سونپی
یہ شان تیری کرسی صدارت سے نہیں کم
انیس جماعتوں نے قیادت تجھے سونپی
اے مفتئ اعظم . . . . .

کئی شوقِ صدارت کا لئے بھاگ رہے ہیں
مودودی کے دامن میں اچانک ہوئے مدغم
سوتے تھے کراچی میں جواب جاگ رہے ہیں
اے مفتئ اعظم . . . . .

درخواستی و غوث کی مخصوص دعائیں
ہیں ساتھ تیرے پھر تجھے کس بات کا ہے غم
شفقت بھری مزدور کسانوں کی دعائیں
اے مفتئ اعظم . . . . .

ہم سر پہ کفن باندھ کے نکلے ہیں جو گھر سے
دشمن تیرے ہو جائیں گے سب درہم برہم
ٹکرائیں گے ناپاک چٹانوں کے جگر سے
اے مفتئ اعظم . . . . .

حق کہنا ہے کمتر تجھے حق کہتا چلا جا
باطل کے غضب ناک ستم سہتا چلا جا
چومے گی فتح تیرے قدم دیکھے گا عالم
اے مفتئ اعظم . . . . .

یہ نظم آئینِ شریعت کانفرنس میں پڑھی گئی

•

نویدِ جانفزا اہلِ زمیں کو دی فرشتوں نے
مبارک ہو جہاں میں آج ختم المرسلین آئے

مجلس ذکر

پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى : اَمَّا بَعْدُ،
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ہ (البقرہ آیت ۲۹)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

بزرگان محترم، معزز حاضرین و محترم خواتین!

اللہ تعالٰی نے یہ جہان آپ کے لئے بنایا اور آپ کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہ (الذاریات ۵۶)

قیامت کے دن اللہ تعالٰی نے یہ نہیں پوچھنا کہ مکان بنایا تھا یا نہیں؟ پھر پکا بنایا تھا یا کچا؟ وہاں تو سوال یہ ہوگا کہ اے انسان! تونے اپنا مقصد تخلیق پورا کیا یا نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ط یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوئیں گے کل کو وہی کاٹیں گے۔ پہلے تو موت کے بہانے بنتے تھے اب بہانے بھی نہیں بنتے، اچانک موتیں ہو رہی ہیں۔ میرے ایک دوست کا قصہ ہے۔ اس بیچارے نے سودی روپیہ بینکوں سے قرض لے کر ایک بہت بڑی کوٹھی بنائی۔ کوٹھی تیار ہوتے بھی نہ پائی تھی کہ دم نکل گیا۔

ایک اور آدمی کا قصہ ہے کہ اس نے ایک بیل چوری کیا — پولیس نے پوچھا تو جھوٹی قسم کھالی کہ میں نے چوری نہیں کی۔ خدا کی قدرت پاس ہی ریل گاڑی کا پھاٹک تھا، وہ پھاٹک بند ہوا۔ اور وہ شخص گذرنے لگا تو تاروں میں اس کا جوتا اُلجھ گیا اور آناً فاناً گاڑی نے اس کے دو ٹکڑے کر دئے۔

مسلمان کی زندگی کا مقصد صرف بچے پیدا کرنا، عمدہ کھانے کھانا اور غفلت میں وقت گنوانا نہیں ہے۔ یہ تو کافر و مشرک بھی کرتے ہیں ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق
(اقبال مرحوم)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جب بچہ بیمار ہو جاتے تو فوراً ڈاکٹر کو گھر بلاتے ہیں یا اُسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں قطعاً فکر نہیں ہے۔ پاکستان کو آزاد ہوئے ۲۳ برس گذر چکے ہیں لیکن آج تک اس کے آئین کا مسئلہ ہی حل نہیں ہوا۔ چین ہمارے بعد آزاد ہوا اور آج بڑی بڑی طاقتیں اس سے خائف ہیں۔ اگر پاکستان میں بھی آزادی کے فوراً بعد اسلامی قانون رائج ہو جاتا تو آج معاملہ اس حد تک خراب نہ ہوتا کہ مسٹر عطاء الرحمٰن اور پرویز جیسے بعض لوگوں کو یہ کہنے کی جرأت ہو رہی ہے کہ ملک میں سیکولرازم ہونا چاہئے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ کلمہ اور اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے ملک میں یہ آواز بلند ہوئی۔ علماء حق نے ملک کی آزادی کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ پانچ سو علماء کو دہلی میں سولی پر لٹکایا گیا، کئی علماء کو جلاوطن کیا گیا۔ تقسیم ملک کے وقت لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔ آخر یہ سب کس لئے تھا؟ ملک میں سیکولرازم ہی نافذ کرنا تھا تو پھر یہ سب کچھ کیوں کیا گیا؟ ملک کو آزاد کرانے کا مقصد یہ تو ہرگز نہ تھا کہ کنگال لکھ پتی بن جائیں اور ناداروں کو دو وقت کھانے کو لقمہ بھی میسر نہ ہو۔

آخر قوم نے اتنی بڑی قربانیاں کس لئے دیں؟ اسی لئے کہ اس خطۂ زمین پر ہم اسلام کو سربلند دیکھیں گے۔ اگر سیکولرازم ہی یہاں نافذ کرانے کا شوق تھا تو سب قربانیاں عبث اور رائیگاں جائیں گی۔

دنیا کی قومیں برق رفتاری سے ترقی کی منازل طے کر رہی ہیں۔ بھارت ایٹم بنانے کی فکر میں ہے ٹینک بنا رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اس نے جو ذلت اٹھائی تھی، اس کا بدلہ چکانے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے اور ہمارے اخبارات فلمی تصاویر سے بھرے ہوئے ہیں اور رسائل و جرائد فلمی ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن فحاشی کی ترویج کے ذرائع بنے ہوئے ہیں۔ مری گیا اور لاہور گیا، مال روڈ پر طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے۔ ان تمام عوارض کا واحد علاج یہ ہے کہ اللہ تعالٰی سے گناہوں کی معافی طلب کی جائے اور جلد از جلد اس ملک میں اسلام کا بتایا ہوا رحمتوں والا آئین نافذ کر دیا جائے تاکہ سب سے بڑی اسلامی مملکت خداداد دوسرے مسلم ممالک کے لئے ایک نمونہ بن جائے۔

تصحیح

۲۶ جون کے شمارہ میں حضرت دینپوری ثانی کی نصیحتیں کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا تا مِنَ الْخٰسِرِیْنَ کی بجائے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ۸) پڑھیں۔

(سلسلہ کے لئے ۱۲ر جون کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں)

حِکمۃُ اللہِ البازِغۃ یعنی اردو ترجمہ حُجّۃُ اللہِ البالِغۃ

تصنیف کی طرف توجہ

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی — محمد مقبول عالم بی اے

اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بہت بڑے کاموں میں سے ہے۔ اور مجھے جو الہام ہو چکا ہے۔ یہ اس کے پورا ہونے کی ایک شکل ہے اور اس کا میرے ہاتھوں پورا ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہر طرف سے اس کے اسباب جمع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کی اور استخارہ کیا، اس کی طرف دل لگایا اور اس سے مدد طلب کی اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) اپنی طاقت اور قوت سے کلیتہً دستبردار ہو گیا اور بے اختیاری حرکات میں مردہ بدست زندہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جو کام کرنے کو کہا اور جس بات کی طرف میری توجہ دلائی اسی میں لگ گیا۔

امام صاحب کی اللہ تعالیٰ سے دعا

میں نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے دل کو بیکار باتوں سے ہٹا دے اور مجھے حقائق اشیاء جیسی وہ ہیں، دکھا دے، میرے دل کو مضبوط کر دے، میری زبان میں فصاحت پیدا کر دے۔ میں جو بات کہوں اس میں غلطی سے محفوظ رہوں اور ہر حال میں صحیح ہی کہوں جو باتیں میرے سینے میں خلجان پیدا کریں انہیں کھول کر بیان کرنے میں میری مدد فرمائے اور میرا فکر اُن وسوسوں کو دُور کر سکے اِنّہٗ قَرِیبٌ مُّجِیبٌ (وہ یقیناً ہر وقت ہمارے قریب ہے اور ہماری دعائیں قبول کرنے والا ہے)

امام صاحب کا طبعی مزاج

میں نے اُن سے یہ بھی عرض کر دیا کہ میں بیحد خاموش طبع انسان ہوں۔ مجلس بیان میں گونگا اور گھڑ دوڑ کے میدان میں اسپ لنگ ہوں۔ میں تو بجائے بوٹی کے سُم کی ہڈی کا گوشت دانتوں سے نوچنا جانتا ہوں (یعنی تھوڑی سی جو باتیں مجھے معلوم ہیں انھی پر قناعت کرتا ہوں) اور اپنے قلبی مشاغل کی وجہ سے کتابوں کی ورق گردانی کرنے کی فرصت بھی نہیں پاتا۔ نہ مجھ سے علماء کے اقوال بدرجہ کمال منضبط ہو سکتے ہیں کہ ہر آنے جانے والے کے سامنے بیان کرتا رہوں — میں جو کچھ کرتا ہوں خود ہی کرتا ہوں (یعنی دوسروں پر انحصار نہیں کرتا) اور اپنی راکھ خود ہی جمع کرتا ہوں (یعنی دوسروں سے آگ لینے نہیں جاتا) میں اپنے وقت کا بندہ ہوں (یعنی آج کیا ہونا چاہئے، اس سے غرض رکھتا ہوں) اور اپنے بخت کا شاگرد ہوں (یعنی فطرت نے جتنی استعداد دے رکھی ہے اسے ہی استعمال کرتا ہوں) جو کچھ غیب سے وارد ہوتا ہے، اس کا پابند ہوں اور جو بے کسب مل رہتا ہے، اُسے غنیمت جانتا ہوں۔

قارئین سے التماس

اس لئے قارئین سے التماس ہے کہ جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں اس پر قناعت کر سکیں، تو بہتر اور جو اس سے زیادہ ؟ وہ مختار ہیں کہ جہاں سے چاہیں اپنی ضرورت پوری کریں۔

کتاب کے نام کی وجہ

چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس ارشاد فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ (۶ : ۱۵۰) میں انسان کی ذمّہ داری (تکلیف) اس کے اعمال کی جزا و سزا (مجازات) اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبیِّ رحمت و ہدایت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف نازل شدہ قوانین کے اسرار کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور یہ نفیس رسالہ بھی اس علم کا ایک شعبہ ہے اور اس کے افق سے بلند ہونے والا بدر ہے۔ تو مناسب ہے کہ اس کا نام حُجّۃُ اللہِ البالِغہ رکھا جائے۔ حسبی اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۝ (میرا کارساز اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، ہر ایک بازگشت اور قوتِ کار اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے جو بلند و برتر اور صاحبِ عظمت ہے۔)

نعت

سید عابد علی
کوئٹہ

بیاں کیوں کر کروں شانِ محمدؐ — خدا خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ
سراپا نور کی تصویر ہیں آپؐ — ملائک بھی ہیں قربانِ محمدؐ
الٰہی! خواب میں اک دن دکھا دے — جمالِ روئے تابانِ محمدؐ
رہِ حق میں جو اپنی جاں پہ کھیلے — وہی تھے جاں نثارانِ محمدؐ
قیامت کا نہیں عابدؔ کو کچھ غم
وہ ہوگا زیرِ دامانِ محمدؐ

دُنیا حق کی متلاشی ہے

اھلِ حق اپنا فریضہ ادا کریں

خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیر مولانا عبدالعزیز قادری دامت برکاتہم خطیب مسجد نور ساہیوال

ہمارے ہادیٔ اعظم، سرکارِ دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ وہ یہی ہے کہ پتہ چل گیا کہ میرا آپ کا اور تمامی اُمتِ اجابت کا لقب ہے مَحَّادُونَ اور اُمتِ اجابت کے لئے بھی اگر وہ سمجھیں اور بعض سمجھتے ہیں میں جالندھر سے مہاجر ہو کر آیا ہوں۔ ہماری مسجد نور وہاں تھی۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس مسجد کو بڑا پسند فرماتے تھے۔ وہ ہندوؤں کے محلے کے اندر تھی۔ ایک گھر بھی مسلمانوں کا وہاں نہیں تھا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہ ذکر اللہ سے تقریبًا چوبیس گھنٹے آباد تھی۔ ذکر الٰہی سے، کلامِ الٰہی سے، خدا کے نام سے معمور و آباد تھی۔ حضرتؒ فرماتے ہیں۔ خود میرے پاس الفاظ ہیں حضرتؒ کے "میں نے سارے ہندوستان کا دورہ کیا۔ جتنی پیاری یہ مسجد نور مجھ کو ہے اتنی اور کوئی بھی نہیں" میں حج پر گیا ہوا تھا تو حضرتؒ تشریف لے گئے۔ خیرالمدارس کے جلسے پر آپؒ فرمانے لگے "میں تو مسجد نور میں ہی ٹھہروں گا" کسی نے کہہ دیا، "حضور! عبدالعزیز تو گیا ہوا ہے مکۃ معظمہ" فرمانے لگے "میں تو ہر صورت میں مسجد نور میں ٹھہروں گا"۔ تو یہ جملہ میں ساتھ ساتھ سنا رہا ہوں۔ آس پاس ہندو تھے، بعض موقعوں پر ان کی جو عورتیں تھیں، ہندوانیاں لائیاں ان کے منہ سے میں نے خود الفاظ سنے جو درس ہم دیتے تھے وہ بھی سنتے تھے۔ ہماری اذان سن کر ہندوؤں کے بچے اذان کہتے تھے جیسے حضرت مولانا و مخدومنا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم نے اپنی تقریر میں فرما دیا۔ واللہ ان کی عمر کو دراز کرے۔ ان کے فیوضات کو بھی تمام دنیا کے لئے ایک نعمت عامہ فرمادے۔ فرمایا آج دنیا حق کی متلاشی ہے، مانگ رہی ہے، چاہ رہی ہے ہمارے پاس تبلیغ کرنے والے نہیں ہیں۔ تبلیغی جماعت والے جو ہمارے حضرات ہیں، یہ تبلیغ مسلمانوں میں کرتے ہیں، کہتے ہیں ہمارے جو رہنما ہیں، ہمارے مقتداء ہیں، ہمارے جو امیر ہیں بڑے مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے جو پرپوتے ہیں اور حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اب تک کہتے ہیں کہ غیر قوموں کو دعوت دینے کا ہمارا اصول ہی نہیں اور ارادہ بھی نہیں اور پروگرام بھی نہیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا اب گورے کالے کا سوال ہے، مذہب کا، ایمان کا سوال ہی نہیں اگر آج انگلش کے اندر اسلام کی دعوت دینے والوں کی ایک جماعت ہو تو ایک سال کے اندر میں کہتا ہوں ہزاروں مسلمان ہو جائیں۔ وہاں گورے جو ہیں وہ کالوں کو نفرت سے دیکھتے ہیں اور کالے جو ہیں وہاں زیادہ ہیں۔ انگلینڈ کے اندر اور عیسائی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں مسلمان بناؤ۔ کیوں کہتے ہیں کہ اسلام میں مساوات ہے۔ اس واسطے جو گورے ہیں وہ تو کالوں کو دیکھنا نہیں چاہتے جتنے سوڈانی اور حبشی ہیں سارے کالے ہیں اور یہ گورے کم بخت ایسے ہیں کہ ان کا نہ دین نہ مذہب اور نہ ایمان نہ خدا کچھ بھی نہیں۔ یہ سب گئے گزرے ہیں۔ جس قوم کے اندر بے حیائی ہو، سؤر خور، شراب خور، خنزیر خور ــــــ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ کہتے ہوئے جوش میں آجاتے تھے۔ ان سے توقع اور امید کس طرح ہو سکتی ہے؟ بے حیا انتہا درجے کے، حیوانوں سے بدتر۔ وہ کالے لوگ آج متلاشی ہیں اس قانون کے۔ قرآن مجید کے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، مجھ کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس قرآن مجید کی نشر و اشاعت کریں۔ وہ حضرات جو انگریزی دان ہیں اگر ریٹائر ہو چکے ہیں، فارغ ہو چکے ہیں۔ اسلامی تعلیم کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلائیں۔

مبلّغین کا مقام رفیع

دنیا میں وہی لوگ کامیاب ہیں، جنہوں نے خدا کے پیغام کو، خدا کے نام کو، خدا کے کلام کو دنیا کے گوشے گوشے میں اور ہر انسان کے بشر کے دل و دماغ تک اس قرآن مجید کو پہنچا دیا۔ پتہ ہے کہ ان لوگوں کے کیا مراتب ہوں گے قیامت کے دن؟ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک جلّ وعلیٰ انبیائے کرام کی صف کے اندر مبلّغین اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کریں گے۔ عام لوگ پوچھیں گے، فرشتوں سے سوال ہوگا، یہ کون لوگ ہیں؟ انبیاء علیہم السلام؟ جواب دیا جائے گا، نہیں، یہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے وہ افراد ہیں، وہ نفوس ہیں، وہ وجود ہیں، وہ اشخاص ہیں وہ جماعتیں، وہ گروہ ہیں، جنہوں نے خدا کے لئے، خدا واسطے، بلا لالچ، بلا طمع، پانی بھی نہیں پیا، روٹی بھی نہیں کھائی پیسے بھی نہیں لئے، خدا کے نام کو خدا کے کلام کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا۔ میرے دوستو! میرے بزرگو! میرے بھائیو! دیکھو یہ کہاں تک پھیل گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، مجھ کو بھی توفیق عطا فرمائیں، بلا لوث، بلا غرض، بلا طمع خدا کے نام کو، خدا کے کلام کو دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیلادیں اور پہنچا دیں۔ آج دنیا پیاسی ہے، تشنہ ہے، ان کے اندر لگن ہے، اُن کے اندر لَو ہے ہندو بھی چاہتے ہیں۔

ہندوؤں میں بھی خدا کی تلاش ہے

بلا مبالغہ میں کہتا ہوں آج سے پہلے کوئی تقریبًا تیس برس کا واقعہ ہوگا۔ میں جالندھر سے ساہیوال کی طرف آیا۔ ایک کام تھا۔ ایک دوست مجھے مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے لائے تھے۔ میں واپس پر جا رہا تھا۔ اس وقت جوانی تھی۔ میرے بال لمبے لمبے تھے۔ میرے سر پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی تھی۔ وہ پانچ کلیاں درویشوں کی ٹوپی میرے سر پر تھی۔ ایک ہندو میرے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا "میں بھی خدا کو چاہتا ہوں، ملنا چاہتا ہوں" ــــــ خدا کی طلب ہندوؤں کے اندر بھی

موجود ہے۔ صحیح قانون، صحیح دستور کی غیر قوموں کے اندر آج تلاش ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا نے اپنی تقریر کے اندر جواہر لعل نہرو کے واقعات سنائے۔

حضرت مدنیؒ کا ذکر خیر

سچی بات ہے اس وقت تو رونا آتا ہے۔ نگاہیں ترستی ہیں، ساری دنیا پر، سارے لوگوں پر۔ حضرت مدنیؒ کے اتنے احسانات تھے اور اتنے گہرے تعلقات تھے۔ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ میرے ساتھ ایسے تعلقات تھے جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ، ہر صحابی یہ کہتا تھا کہ میرے ساتھ گہرے تعلقات تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی ہر ملنے والا یہی کہتا تھا کہ میرے ساتھ گہرے تعلقات تھے کسی کم بخت نے یہ کہا کہ "جب یہ دہلی جاتے ہیں تو جواہر لعل کی کوٹھی میں ٹھہرتے ہیں" حضرت مولاناؒ فرمانے لگے "تمہیں کم بخت کیا پتہ میں وہاں روٹیاں کھانے جاتا ہوں۔ رات کو جب حسین احمد کھڑا ہو کر قرآن مجید پڑھتا ہے تو نہرو کی در و دیوار پر، پھول پر، ان کے درختوں کے اوپر وحدانیات کی ایک لہر طاری ہوتی ہے۔" اللہ والے جہاں جاتے ہیں ان کا مقصد تبلیغ ہوتا ہے اللہ والے صیاد الانس ہوتے ہیں۔ یہ پتہ ہے اللہ والے کون ہیں؟ صیاد الانس، انسانوں کا شکار کرنے والے، ان کی نگاہیں جو ہوتی ہیں وہ جاتے جاتے کنڈیاں لگا دیتے ہیں۔ وہ صیاد الانس ہوتے ہیں۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ کا واقعہ موجود ہے۔ خواجہ سید میر کلالؒ ان کے پیشوا ہیں۔ اوائل عمری میں خواجہ صاحبؒ کہیں دنگل کے اندر کشتیاں کھیل رہے تھے۔ اس زمانے کی کشتی یہ نہیں تھی۔ بے حیا، گستاخ اور بے ادب، اس زمانے میں جسم مستور اور پوشیدہ ہوتا تھا۔ جماعت ساتھ ہے خدام کی، مریدوں کی، غلاموں کی تو دنگل میں یوں جھانکا۔ جھانک کرکے آپ چلے گئے۔ آگے جا کر کسی شاگرد نے، مرید نے سوال کیا۔ کہ حضرت یہ تو فساق و فجار قسم کے شخصوں کی ایک جماعت ہے۔ گروہ ہے۔ آپؒ نے کیوں جھانک کر دیکھا تھا؟ فرمانے لگے بھائی! ایک شکار تھا، ہم نے شکار کر لیا۔ جس مقام پر جا کر بیٹھنا تھا، بیٹھ گئے۔ چند منٹ ہوئے تو خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ حاضر ہوئے کہ حضرت! غلامی میں لے لیں۔ اللہ والے صیاد الانس ہوتے ہیں، انسانوں کا شکار کرتے ہیں۔ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک جل و علیٰ آپ کو مجھ کو اللہ والوں کی محبت نصیب فرمائے، ان کا دیکھنا نصیب فرمائے، انکے پاس بیٹھنا نصیب فرمائے، ان کی غلامی نصیب فرمائے۔ ان کے سلسلے میں داخل ہونے کی توفیق فرمائے، اُن کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور کا مقام

یاد رکھئے، حقیقت ہے، حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم کو تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوہری نسبت ہے۔ یعنی ایک تو صاحبزادہ ہیں اور ایک باطنی فیوض کے وارث ہیں۔ دو قسم کی نسبتیں ہیں۔ یہ تو بہت اونچا مقام رکھتے ہیں جو ہماری عقل سے بھی اور وہم و گمان سے بھی اونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ کو توفیق عطا فرمائیں، ان حضرات کی خدمت کرنے کی اور فیضان صحبت حاصل کرنے کی۔ میرا یہ اعتقاد ہے، حسن عقیدت پر نہیں، حدیث کی رُو سے میں کہتا ہوں۔ علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں اور اتمام حجت کے طور پر کہتا ہوں اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (اَوْکَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) قیامت کے دن اس شخص کا اسی جماعت میں حشر ہوگا، اٹھایا جائے گا، جس کو دنیا میں دوست رکھتا تھا۔ اگر اعمال میں ہماری کمزوری ہے، ان بزرگوں کے سلسلے میں داخل ہونے سے ہماری نجات ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نسبت کے فوائد

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "مبدء و معاد" کے اندر میں نے خود پڑھا۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا تو مجھ پر بے خودی کا عالم طاری ہو گیا۔ یہ صوفیائے کرام کے مراقبات اسرار ہیں۔ حق تعالیٰ نے مجھ کو فرمایا کہ اے مجدد! تجھے اور تیرے ساتھ جو نسبت رکھنے والا ہے، میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ بلکہ فرما دیا کہ جو تیرے قبرستان میں دفن ہو جائے گا اس کو بھی میں نے بخش دیا۔ (باقی ص۱۴ پر)

بقیہ: سیدنا حضرت یونس علیہ السلام

کے بارے میں انسانوں کو متنبہ فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔ اسے ہر آنے والے فتنے کے متعلق پورا پورا علم ہے۔ اپنی رحمت اور شفقت کے ساتھ بندوں کو تنبیہ فرما دی کیونکہ کسی بھی نبی علیہ السلام کے ساتھ سوءظن، بے ادبی، کفر سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسے اولوالعزم نبی علیہ السلام کو مورد بحث بنا کر ان کی ذات پر رکیکانہ قلمی حملے کئے جائیں۔ کیونکہ مقام نبوت اور مقام رسالت کے موہن کے لئے سوء خاتمہ کا خطرہ ہے۔ جیسا کہ ایک واقعہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے زمانے میں پیش آیا جو درج کیا جاتا ہے۔

شیخ منظفر بن منصور بن مبارک واسطی معروف بہ حداد بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت ایک بزرگ کا جو اس وقت کرامات و عبادات میں مشہور و معروف تھے، نام لے کر بیان کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت یونس نبی اللہ علیہ والسلام کے مقام سے بھی گزر چکا ہوں تو یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور تکیہ ہاتھ میں لے کر اسے سامنے ڈال دیا اور فرمایا مجھے معلوم ہے عنقریب ان کی رُوح پرواز کرنے والی ہے۔ ہم لوگ جلدی سے ان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو ان کی روح پرواز ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے یہ بزرگ بالکل صحیح و تندرست تھے کوئی بیماری اور دکھ درد لاحق نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور اپنے نبی حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام سے میرا کلمہ مجھے دلا دیا۔ اس بات میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام میرے شفیع بنے۔ غرض آپ کی برکت سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ رضیؓ

(اردو ترجمہ حیات جاودانی ترجمہ: از مولوی عبدالستار ص۵۴ کتاب قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ شائع کردہ منزل نقشبندی، کشمیری بازار لاہور ۱۹۰۵ء)

اللہ تعالیٰ دربار نبوت کے گستاخوں کو توبہ اور حسن ادب کی توفیق عطا فرماویں تاکہ سوء خاتمہ سے محفوظ رہیں۔ واللہ الموفق۔

سیدنا حضرت یونس علیہ السلام

کی عظمتِ شان قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب

حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر سا تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

" حضرت یونس بن متی اللہ تعالےٰ کے ان پیغبروں میں سے تھے جن کی نبوت کے قائل اہل کتاب بھی ہیں۔ عہدِ عتیق میں آپ کا نام "جونا" آیا ہے اور ایک مستقل صحیفہ یوناہ کے نام سے ہے آپ کا زمانہ تخمینی طور پر آٹھویں صدی قبل مسیح کے وسط کا سمجھا جاتا ہے۔ آپ اسرائیلی بادشاہ میر بعام کے معاصر تھے جس کا عہد ۷۸۱ق۔م سے ۷۴۱ ق۔م تک رہا ہے۔ آپ موجودہ شہر موصل کے متصل نینوا کے باشندہ تھے جو اشوریہ کی پرقوت سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ اس وقت اس کا رقبہ ۱۸۰۰ ایکڑ تھا۔ اور آبادی حسب روایت عہدِ عتیق ایک لاکھ بیس ہزار سے اوپر تھی۔ جیسے قرآن مجید نے بھی اِلیٰ مِائَۃِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ کے ارشاد میں بہ کمال بلاغت ایک لاکھ سے زائد بیان فرمایا ہے"

قرآن حکیم نے آپ کی رسالت میں اسی طرح تاکیدی ارشاد کے ساتھ بیان فرمایا ہے جیسا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی رسالت کو بیان فرمایا۔ جیسا کہ ارشادِ قرآن ہے۔ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (والصافات ۱۳۹) اِنَّ اور لام تاکیدیہ کے ساتھ ارشاد فرمایا، کہ لوگوں کو ان کی رسالت میں بالکل شک نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت یونس بھی دوسرے رسولوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔

حضرت یونس علیہ السلام بھی اسی طرح مقام قیادت پر فائز تھے۔ جس طرح دوسرے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام فائز تھے۔ ارشاد قرآنی ہے:-

ووھبنا لہ اسحق و یعقوب، کلا ھدینا ونوحًا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمٰن و ایوب و یوسف وموسیٰ وھارون و کذالک نجزی المحسنین ○ وزکریا ویحیٰی و عیسیٰ و الیاس کل من الصلحین ○ و اسماعیل والیسع و یونس ولوطاً وکلا فضلنا علی العالمین ○ (الانعام)

ترجمہ :- اور ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا کیا۔ سب کو ہم نے راہ پر چلایا اور نوح کو بھی پہلے راہ پر چلایا اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں سے حضرت داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (بھی) ہیں اور یوں ہی ہم جزا دیتے ہیں مخلص انسانوں کو اور زکریا اور یحیٰی اور عیسیٰ اور الیاس بھی یہ سب نیک بختوں میں سے ہیں اور اسماعیل اور الیسع اور یونس کو اور لوط ان سب کو ہم نے بزرگی دی تمام جہانوں پر۔

مسطورہ بالا آیت شریف میں اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے اسماء مبارکہ صراحت کے ساتھ ذکر فرمائے ان ہی میں حضرت یونس علیہ السلام کا بھی ذکر فرمایا۔ علم عقائد کا یہ حکم ہے کہ اجمالی طور پر تو اللہ تعالیٰ کے سب نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائیں مگر جن انبیاء علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ قرآن حکیم میں صراحت کے ساتھ آئے ہیں ان پر تو صراحت کے ساتھ نام لے کر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ایسے انبیاء علیہم السلام کی تعداد پچیس ہے۔ ان ہی میں سے حضرت یونس علیہ السلام بھی ہیں اس ارشاد گرامی کا آخری حصہ کس قدر زور دار الفاظ میں مقام نبوت کو بیان فرما رہا ہے۔ علامہ محمد سلمان جمل نے جلالین کی شرح میں فرمایا۔

فھولاء الخمسۃ والعشرون رسول یجب الایمان بھم تفصیلا (جمل علی الجلالین سورۃ الانعام)

علامہ شیخ احمد سجاعی مصری نے ایک مستقل رسالہ ان ہی انبیاء علیہم السلام کے حالات پر تحریر فرمایا ہے۔ احقر کا بھی ایک رسالہ بہ نام پاک بندے اسی موضوع پر شائع ہو چکا ہے۔"

جس طرح قرآن حکیم میں سورۃ ابراہیم سورہ نوح، سورہ محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس طرح سورہ یونس بھی موجود ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جہاں اس خاص واقع کا ذکر ہے کہ حضرت یُونس علیہ السلام قوم کی نافرمانی اور روگردانی سے دل برداشتہ ہو کر چلے گئے تھے۔ وہاں بھی اسی طرح تاکید کے ساتھ فرمایا۔

وان یونس لمن المرسلین (والصافات ۱۳۹)

احادیث نبویہ میں آپ کا ذکر مبارک بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ آیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاتقولوا انا خیر من یونس بن متی۔

ترجمہ :- یہ مت کہو کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں بلکہ امام طحاوی نے باسناد صحیح حدیث قدسی نقل فرمائی ہے کہ :-

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ عز وجل ما ینبغی لعبدی ان یقول انا خیر من یونس بن متیٰ (طحاوی ج ۲ باب التخیر بین الانبیاء علیہم السلام)

اسی باب میں امام طحاوی نے حضرت علی کرم وجہہ کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث قدسی نقل فرمائی ہے اور ساتھ ہی اس روایت میں یہ ارشاد بھی زیادہ روایت فرمایا قد سبح اللہ عز وجل فی الظلمت یعنی بعض کوتاہ بین جس واقعہ کو آڑ بنا کر اولوالعزم رسول سیّدنا یونس علیہ السلام کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ وہ واقعہ تو در اصل آپ کی مزید عظمت اور دربار خداوندی میں قبولیت کی دلیل ہے۔ کہ کئی اندھیروں میں محصور ہوتے ہوئے بھی خداوند قدوس کی تسبیح کو فراموش نہیں فرمایا بلکہ وہاں بھی اپنے معبود برحق کی تسبیح پڑھتے رہے تو ایسے اولوالعزم نبی اور رسول علیہ السلام سے کوئی عبد کس طرح اپنے آپ کو بہتر اور فائق کہہ سکتا ہے۔

اسی طرح شیخ علامہ محمد المدنی نے الاتحاف السنیہ فی الاحادیث القدسیہ میں حدیث ۱۱۲ یوں نقل فرمائی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا ینبغی لعبد لی ان یقول انا خیر من یونس بن متیٰ (ص۷)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے کسی بھی بندے کو یہ مناسب نہیں کہ وہ یوں کہے کہ میں متی کے بیٹے یونس سے بہتر ہوں۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت یونس علیہ السلام

(باقی ص۔۔ پر)

سورۂ اخلاص کی فضیلت و برکت کا عجیب کرشمہ

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مد ظلہ العالی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک دن سورج ایسی تیز شعاعوں اور بہت گرم کرنوں اور بے انتہا نورانیت لئے ہوئے بلند ہوا کہ ہم نے ایسی آب و تاب کے ساتھ کبھی نہ دیکھا تھا، اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل! جس طرح آج سورج نکلا ہے اس طرح عمر بھر میں کبھی نہیں دیکھا۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا کہ مدینہ منورہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی لیثی (یا معاویہ بن مقرن) کی وفات ہو چکی ہے۔ آسمان سے ملائکہ کی جماعت کثیر اور جم غفیر نازل ہوئے ہیں۔ اگر آپ بھی اس کے جنازہ میں شرکت کرنا چاہیں تو میں زمین کو سمیٹ لوں پھر آپ اس پر جنازہ پڑھ لیں۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پیشکش کو قبول فرمایا۔ تب جبرئیلؑ نے تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان کے پہاڑوں پر اپنا دایاں بازو رکھا تب پہاڑوں کی بلندی ختم ہو گئی اور وہ زمین کے برابر ہو کر رہ گئے اور بایاں بازو درختوں اور ریت کے بلند ٹیلوں پر رکھا اُن کی بلندی بھی ختم ہوئی اور حضرت معاویہ بن مقرن کی میت چارپائی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے نظر آئی۔ اور صحابہ کرام رضؓ نے صفیں بنا لیں۔ (صحابہ کرامؓ تعداد میں ۳۰ یا ۶۰ ہزار تھے) ان کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں تھیں۔ ہر صف میں ستر ہزار فرشتہ تھا۔ جبرئیلؑ نے مع ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ کو یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ معاویہ سورۂ اخلاص رات یا دن کھڑے ہوئے ہوں یا بیٹھے اور چلتے پھرتے بہت ہی کثرت سے پڑھا کرتے تھے (استیعاب ص۳۷۲)

مسائل ۱۔ اس واقعہ سے سورت اخلاص کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔ یہ سورت خدا کی توحید پر مشتمل ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حال میں اللہ کی توحید کا استحضار کمالِ عرفان ہے ــــ حضرت سلطان العارفین قطب الاقطاب حضرت لاہوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے توحید دونوں طرف سے ہونی چاہئے ایک یہ کہ ہمارا خدا کے سوا کوئی نہیں دوسرے یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کے نہیں۔ یہی سورۂ اخلاص کا خلاصہ ہے۔

۲۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں بلند ترین مرتبہ رکھتے ہیں۔ نوری فرشتے بلکہ سب نوریوں کے سردار حضرت جبرئیلؑ کے مقتدیوں میں شامل ہیں۔

۳۔ نماز کی صفیں بناتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا سنت ہے کہ اگلی صفوں میں ذی مرتبہ لوگ ہوں اور اسی ترتیب سے صفیں بنیں ــــ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضؓ اگلی صفوں میں تھے اور فرشتے پچھلی صفوں میں۔ اس سے اہلسنت و جماعت کے اس عقیدہ کی تائید ہوتی کہ خواص مومنین خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور عام مومنین عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ شاید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر تنقید کے نشتر چلانے والے اور نور بشر کی بحثوں میں الجھنے والے اس واقعہ سے مقامِ صحابیت و مقامِ بشریت کا عقدہ کھل جاتا ہے۔

۴۔ باوجودیکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے سردار اور مقامِ قاب قوسین کے واحد حقدار تھے اور تمام صحابہ، اولیاء کے تاجدار تھے لیکن پھر بھی خدا کی صفات علم غیب وغیرہ میں شریک نہ تھے چنانچہ حضرت جبرئیلؑ کے بتانے سے پہلے نہ سورج کی تابانی کا کسی پر عقدہ کھلا نہ صحابی جلیل کی وفات کی اطلاع ہوئی نہ یہ وجہ معلوم ہو سکی کہ اس صحابی کو یہ اعلیٰ مرتبہ کس نیک عمل کے باعث ملا۔

۵۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نبیوں کے تاجدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نوریوں کے سردار حضرت جبرئیلؑ اور صحابہ کرام میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ نبی یا ولی ہر وقت، ہر آن، ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے ہیں، ورنہ جبرئیلؑ کو حضرت معاویہ کا جنازہ سامنے کرنے کے لئے اپنے پَروں سے راہ ہموار کرنے کی کیا ضرورت تھی نہ ہی حضورؐ نے فرمایا کہ جبرئیل! تم کیا کر رہے ہو؟ میں تو جس طرح یہاں ہوں اسی طرح مدینہ عالیہ میں موجود ہوں، کیا حاضر ناظر کی نظر کے سامنے پہاڑ، ٹیلے اور درخت حائل ہو سکتے ہیں؟ اور کیا دوسرے لوگ ان پردوں کو اٹھایا کرتے ہیں۔

۶۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معجزات و کشف و کرامات حق ہیں اس بارے میں لوگ عام طور پر افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک فریق سرے سے اس کے امکان کا ہی قائل نہیں ہوتا اور ان کے انکار یا تاویل باطل کے درپے رہتا ہے اور ان کو توحید کے خلاف خیال کرتا ہے۔ دوسرا فریق ان کی آڑ میں خدا کی تمام صفات علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل وغیرہ کو انبیاء اور اولیاء کے نام الاٹ کر دیتا ہے۔ اہل سنت و جماعت کا

درسِ قرآن

اسلام کی مقبولیت

از: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ ـــــــ مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۴)

یہاں پر ارشاد فرمایا۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۝ بسا اوقات، کئی مرتبہ جہنم میں جہنمی اس بات کو پسند کریں گے۔ لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۝ کاش ہم بھی دنیا میں مطیع اور فرمانبردار ہوتے۔ ہماری عملی زندگی بھی اس زندگی کے مطابق ہوتی، جو اللہ نے وحی کے طور پر انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی، میں اس کی تفسیر میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جہنم میں مختلف درجات کے جہنمی پہنچیں گے۔

میرے بزرگو! جہنم میں جانا تو بڑی بات ہے۔ اللہ کے سامنے کھڑا ہو جانا بھی بہت بڑی بات ہے ـــ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے عرض کیا کہ اللہ کے نبی! اللہ تعالےٰ جو بعض لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں، کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن سے آسان حساب لیا جائے گا۔ تو مقصد یہ تھا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ وہ تو خوش بخت ہیں، جلدی چھوٹ جائیں گے جن کا حساب آسان ہو گا۔ اس پر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ "عائشہ! تو کیا سمجھی اس بات کو؟ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ فَقَدْ هَلَكَ ـــ جو اللہ کے سامنے حساب کے لئے پیش ہو گیا وہ تو ہلاک ہو گیا ـــ اللہ کے سامنے حساب کے لئے پیش ہو جانا، اللہ کے سامنے کھڑا ہو جانا، اللہ پوچھے کسی بندے سے اور بندہ جواب کے لئے، اللہ کے سامنے پیش ہونے کے لئے اپنے آپ کو قابل بنا سکے؟ یہ تو بھائی یہاں کی باتیں ہیں؟

فَسَوْفَ تَرٰی اِذَا انْکَشَفَ الْغُبَارُ
اَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِكَ اَمْ حِمَارُ

جب یہ غبار چھٹ جائے گا، یہ پردہ ہٹ جائے گا، پھر پتہ چلے گا تو گھوڑے پر سوار ہے یا گدھے پر سوار ہے۔ ابھی تو دیکھا کچھ نہیں جب نظر آ جائے گا تو پھر پتہ چلے گا۔ سورہ قیامہ میں فرمایا ـــ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ سَكْتَ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣ الْمَسَاقُ ۝ فرمایا دیکھ! سمجھ جا! تُو کیا ہے؟ تو ڈھیلا ہے مٹی کا، تیرے جیسے کتنے ڈھیلے پڑے ہیں، کیا پتہ جن کے ساتھ تُو استنجا خشک کرتا ہے وہ بھی تیرے جیسا کوئی کبھی انسان ہو ـــ تو مٹی کا ڈھیلا ہے تیری ابتدا مٹی، تیری انتہا مٹی۔ جب قبر میں دفن کرتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں؟ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ (طٰہٰ ۵۵) اللہ نے فرمایا اے انسان! اے مغرور و متکبّر انسان! میرے مقابلے میں آنے والے خصیم و مبین انسان! اپنی حیثیت کو پہچان۔ اسی مٹی سے تو پیدا ہُوا، اسی میں پھر تجھے لوٹا دیا جائے گا، تُو کتنا مجھ سے بھاگے گا۔ پھر اسی مٹی سے میں تجھے نکالوں گا۔ تیری ابتدا بھی مٹی، تیری انتہا بھی مٹی ـــ ایک بات تھی جس نے تجھے معطّر بنا دیا ـــ وہ میری روح تھی، میرا ذکر تھا۔ جب میرا ذکر تجھ میں آیا، تو معطّر بنا۔ جیسے آج بھی قبر معطّر ہے امام الاولیاء مولانا لاہوری رحؒ کی۔ تُو مٹی ہے، مٹی میں میری طرف سے روح آئی تو وہ معطّر بن گئی۔ اور جب تُو نے میری روح پر اپنی مٹی کو غالب کیا، مٹی کو پامال کرنے کی کوشش کی، میں نے تیرے بدن کو بھی تباہ کر دیا۔ (اللہ ہمارے بدنوں کو تباہ ہونے سے بچائے)

فرمایا۔ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ جب تیری ساری قوتیں سلب ہو کر تیری روح تیرے گلے تک پہنچتی ہے تو گھر والے دوڑتے ہیں، کوئی ناک میں ٹیوب چڑھاتا ہے، کوئی ٹانگوں میں ٹیکہ لگاتا ہے کہ کوئی پہنچے، اب کوئی بچانے والا ہو، کوئی دم کرے۔ کوئی جھاڑ پھونک کرے، تاکہ بچ جائے۔ (اب تو بچانے والے بھی کسی کے ہوں تو وہ بھی بڑی غنیمت ہے) وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ اور وہ چارپائی پر لیٹنے والا سمجھ جاتا ہے کہ اب میں دنیا سے جا رہا ہوں۔

میں عرض یہ کر رہا تھا میرے بزرگو! کہ جہنم میں جو لوگ جائیں گے ان کی مختلف قسمیں ہوں گی۔ ایک قسم ہے جو ابدی جہنمی ہیں اور کچھ وہ ہوں گے جو کسی مدت کے لئے جہنم میں جائیں گے اور وہ مدت کیا ہو گی؟ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ (الحج ۴۷) ایک دن تمہارے رب کے ہاں تمہارے ہزار سال کے برابر ہے تو کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو جہنم میں جائیں گے کچھ مدت کے لئے، جتنے بُرے اعمال کئے تھے۔ لیکن جنہوں نے دنیا میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، پڑھا ہو گا (بخاری وغیرہ کی حدیث ہے) ان کو پھر سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکال دیا جائے گا ـــ تو جب وہ جہنم سے نکلیں گے۔ ابن عباس فرماتے ہیں تو وہ جہنمی جو ابدی جہنمی ہیں، وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اگرچہ کچھ اعمال بُرے کئے تھے۔ مگر عقیدے کے اعتبار سے یہ صحیح تھے۔ ان کے دل میں اللہ کی اطاعت کا جذبہ تھا، ان کا عقیدہ درست تھا، اعمال میں کمزوری تھی، کاش ہم بھی دنیا میں انہی کی طرح زندگی بسر کرتے، آج کسی نہ کسی طریقے سے، کسی نہ کسی

وقت تو جہنم سے نکل جاتے ــــ یہ ابن عباس کی تشریح ہے ۔ اور میں تو یہ عرض کرتا ہوں تاویلی طور پر ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اس آیت میں قرآن مجید میں اسلام کی خوبیاں بیان فرمائیں ــــ یہ تاویل ہے ، اگر صحیح ہے تو اللہ تعالےٰ قبول فرمائے ۔

یہ ایک تاویلی طور پر میں عرض کر سکتا ہوں ۔ کہ اس آیت مبارکہ میں رب العالمین نے اسلام کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں کہ اسلام کی وہ خوبیاں ہیں کہ منکر لوگ بھی ، دنیا میں بھی کسی نہ کسی وقت یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہم اسلام کو قبول کرلیں ۔ آج دنیا میں عملی طور پر اسلام بہت سا قبول ہو چکا ہے ، اگرچہ عقیدے کے طور پر اپنی ضد کی وجہ سے اپنے عناد کی وجہ سے اسلام کو قبول نہیں کرتے لیکن عملی طور پر اسلام کے احکام ، اسلام کے قوانین اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا راستہ عملی طور پر دنیا قبول کر چکی ہے ۔ آج جن نظریات کو دیکھ کر ہم عش عش کرتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں ملک نے بڑی ترقی کی ، آپ دیکھ لیں ، لکھے پڑھے دوست ہیں کہ اس ترقی کا منبع کیا ہے ؟ اس ترقی کا منبع ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ۔ جتنی تعلیمات آج دنیا میں نافذ ہو رہی ہیں اور جن کو دنیا قبول کرکے رو بہ ترقی ہے ، اُن تعلیمات کا منبع امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات ہے ۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ مسلمانوں نے اُن تعلیمات کو چھوڑ دیا اور دوسری قوموں نے اُن تعلیمات کو اپنا لیا ، لیکن تمام تعلیمات اور ترقیوں کا جو منبع ہے ، وہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات ہے ۔

تو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کبھی کبھی چاہتے ہیں یا بسا اوقات ، بہت مرتبہ چاہتے ہیں ، وہ لوگ جو کافر ہیں ، جب اسلام کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ۔ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے ، اگرچہ ان کو مسلمان ہونے سے کوئی دنیاوی منافع یا کوئی اور دنیاوی وجہ روک دیتی ہے ۔ لیکن دل سے وہ یہ چاہتے ہیں کاش ہم بھی مسلمان ہوتے کیونکہ اسلام فطرت ہے اور فطرت کو ہر آدمی قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ ایک آدمی کتنا ہی سخت گرمی کو برداشت کرنے والا کیوں نہ ہو ، وہ گرمی میں چل سکتا ہو ، پھر سکتا ہو ، بیٹھ سکتا ہو ، لیکن اس کے دل میں جو ایک جذبہ ہے انسان ہونے کے اعتبار سے ، وہ چاہتا ہے مجھے بھی ٹھنڈا پانی ملے ــــ یہ فطرت ہے انسان کی ۔ تو اسلام دینِ فطرت ہے ۔ کافر کفر میں کتنا بھی دُور چلا جائے ، اگر ذرا بھی وہ غور و فکر کرے گا تو اس کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے گی کاش میں بھی مسلمان ہوتا ۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : سورۃ اخلاص کی فضیلت و برکت

مسلک افراط و تفریط سے پاک یہ ہے کہ معجزہ ، کرامت ، کشف حق ہیں مگر ان میں دوام و کلیت نہیں پائی جاتی ، جیسے حضرت عیسیٰؑ کی بغیر باپ کے پیدائش جزئی واقعہ کے طور پر درست ہے ۔ اب یہ عقیدہ کہ کوئی بغیر باپ کے پیدا نہیں ہو سکتا اس لئے عیسیٰؑ بھی بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے بھی الحاد ہے ۔ کیونکہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت کا انکار ہے اور اس ایک واقعہ کو کلیہ قاعدہ بنا لینا کہ ہر نبی بغیر باپ کے پیدا ہوا کرتا ہے بھی بالکل غلط ہے ۔ اور اس واقعے کو عیسیٰؑ کا اپنا فعل قرار دے کر ان کو خدائے مجسم قرار دینا بھی شرکِ عظیم ہے ۔ پس اہل سنت و جماعت مانتے ہیں کہ یہ معجزہ برحق ہے اور توحید کے خلاف نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی قدرتِ قاہرہ کی زبردست دلیل اور توحید کی برہان قاطع ہے ، ہاں یہ جزئی واقعہ ہے کلیہ قاعدہ نہیں اور خدا کا فعل ہے نہ کہ نبی کا ۔ اس فرق کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے ان پڑھ واعظوں نے عوام کو پریشان کر رکھا ہے ۔ ایک سٹیج پر معجزات کشف و کرامات کی صحیح و غلط روایات کا انبار ہوتا ہے مگر یہ غلط تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کا اپنا فعل ہے اُن کو ہمیشہ کے لئے یہ خدائی قوت سپرد کر دی گئی ہے ۔ دوسرے سٹیج پر صحیح غلط تمام روایات کا انکار ہوتا ہے اور ان واقعات کو شرک کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے حالانکہ یہ واقعات خدا کی توحید کے دلائل ، نبیوں کی نبوت کا ثبوت اور اولیاء کی ولایت کے شواہد ہیں ۔

۷ ۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے جنازہ کا امام کے سامنے ہونا ضروری ہے ۔ اسی لئے حضرت جبریلؑ نے وہ جنازہ سامنے کر دیا ۔ جس طرح نجاشی کا جنازہ سامنے حاضر کر دیا گیا تھا اور غائبانہ جنازہ کا جو رواج آج کل شروع ہو گیا ہے یہ بالکل غلط ہے کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ صحابہ کرامؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق اکبرؓ ، فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ یا علی مرتضیٰؓ یا ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کا بھی نماز جنازہ غائبانہ ادا کی ہو ۔ ہاں کشفی واقعات جزئی واقعات ہیں نہ کہ قاعدہ کلیہ ۔

ملک بھر کے قراء حضرات کو دعوتِ اتحاد

مرکزی جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے صدر جناب قاری عبدالرحمٰن صاحب تونسوی اور جنرل سکرٹری مولانا قاری محمد شریف قصوری نے تمام قراء حضرات سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ ملکی حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے متحد ہو جائیں اور ملک کے سرکاری و غیر سرکاری تمام تعلیمی اداروں میں قرآنی تعلیم کا ٹھوس اور مؤثر بنیادوں پر انتظام کرانے کے لئے منظم طور پر مشترکہ جدوجہد کا آغاز کریں ۔ سکولوں اور کالجوں میں قرآنی اساتذہ کی حیثیت سے قاریوں کا تقرر تجوید و قرأت کی اسناد کو سرکاری سطح پر منظور کرانے اور قاریوں کے حقوق و مفادات کے تحفظ و حصول کے سلسلہ میں عملی اقدامات کے لئے تنظیم کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس لئے آپ حضرات سے اپیل ہے کہ جمعیۃ اتحاد القراء میں شامل ہو کر اس قرآنی محاذ کو مضبوط کریں تاکہ قرآنی انقلاب کا راستہ ہموار ہو سکے (رابطہ کے لئے) قاری محمد شریف قصوری خطیب کناری بازار لاہور سے رجوع کریں ۔

ایک عظیم اور شاندار جلوس

جس نے ہماری عزت رکھ لی

احسان بی اے

یہ انتہائی شاندار اور نہایت باوقار جلوس تھا۔ اس میں شامل ہونے اور جمعیت علمائے اسلام (ہزاروی گروپ) کی طاقت و حشمت کا اظہار کرنے کے لئے دُور دُور سے ہم خیال مدرسۂ فکر کے علماء تشریف لائے تھے۔ صوبہ سرحد کے کچھ علاقے مولانا غلام غوث ہزاروی کے سیاسی اثر و رسوخ کے دائرے میں ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود کا اثر ملتان میں وسیع ہے امیر جمعیۃ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی وہ درویش ہیں۔ جن کے سامنے احترام کا سر جھکانا ہر مسلمان کے لئے سعادت ہوگی سیاسی اختلافات اپنی جگہ مولانا درخواستی کا احترام ان سب سے ماوریٰ ہے۔ اس طرح مولانا احمد علیؒ کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبیداللہ انور کی ذات گرامی احترام ہی کا نہیں فخر کا مرکز بھی ہے۔ ان کی ذات موجودہ نظریاتی بحران میں ہمارے لئے تقویت کا باعث بن سکتی تھی۔

یہ جلوس ان قابل فخر لوگوں کی قیادت میں نکلا تھا۔ اس میں مشرقی پاکستان کا ایک خاصا بڑا جیش شامل تھا۔ لیبر پارٹی کے سوا کسی "بیرونی" جماعت کو اس میں شرکت کی اجازت نہ تھی۔ ایک آدھ ٹولی البتہ ایسی نظر آئی جو اس جلوس کی عظمتوں اور رفعتوں سے لمحاتی رخصتیں "ادھار مانگنے" کی غرض سے اس میں شامل ہوئی تھی لیکن اپنے الگ مزاج اور الگ اسلوب کی وجہ سے وقار اور تقدس کے اس دریا میں بھی علیحدہ معلوم ہوئی۔ ان بڑی شخصیتوں کا تدبر، ان کا خدا داد حلم۔ اور ان کی تربیت یافتہ سنجیدگی اس کے حصے میں نہیں آ سکی تھی۔ اس دریا میں شامل ہونے کے باوجود اس کا دامن خشک رہا۔ اسے نصیب کی محرومی کہیئے۔

اس جلوس کا انداز شوکت اسلام کے جلوس سے بہت کچھ مختلف بھی تھا۔ اور کئی دائروں میں ایک حد تک محدود رہا۔ شمال سے مشرق تک کے ہم خیال حضرات نے لاہور میں آکر لاہور والوں کے سامنے طاقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کے برعکس یوم شوکت اسلام کے موقع پر شہر نے اپنے اپنے طور پر اسلام کی طاقت و شوکت کے مظاہرے سے غیر اسلامی "ازموں" کو مرعوب کرنے کی کامیاب کوشش کی تھی۔ ایک تماشائی پروفیسر کا یہ تاثر تھا کہ ہزاروی گروپ کے علماء نے اس خیال کے زیر اثر لاہور کو فتح کرنا چاہا ہے، کہ لاہور کی فتح پورے پاکستان کی فتح ہے گویا جہاں شوکت اسلام کل پاکستان سطح پر پاکستان کی اکثریت کی طرف سے اس بات کا اظہار تھا کہ یہ اکثریت اسلام کے ساتھ ہے اور اس کے مقابلے میں کسی مخالفت یا منافقت کو قبول نہیں کرے گی۔ وہاں ہزاروی گروپ نے پاکستان کے چاروں کوٹ سے جمع ہو کر اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اپنی ذات اور اپنے مفہوم میں ایک قابل ذکر قوت ہے۔ جس کا نظر انداز ہونا مفید نہ ہوگا۔

یہ فرق بہت بڑا اور بے حد نمایاں فرق ہے۔ اسے مجموعی اور خصوصی کا فرق بھی کہا جا سکتا ہے اور اگر اس لفظ کو علماء حضرات کے حضور گستاخی نہ سمجھا جائے تو اسے "قومی" اور "گروہی" کا فرق بھی کہہ لیں۔ ہزاروی گروپ نے اپنی حد تک اپنی قوت سے لاہور کو یقیناً متاثر کیا ہے لیکن لاہور ایسے بہت سے "اثرات" میں سے ہو گزرا ہے یہ شہر تجربوں کا شہر ہے اور کئی تجربے جو کرنے والوں کے نزدیک نئے کہلا سکتے ہیں۔ لاہور کے نزدیک پرانے بلکہ متروک قرار پاتے ہیں۔ موچی دروازے میں رہنے والے ایک لاہوری نے اسے "ایک گروہی تجربہ" قرار دیا تھا اور اس کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ محفوظ رکھ لیا تھا۔ یہ اسی فرق کے احساس کا ایک اظہار ہے۔

اور میں پورے فخر کے ساتھ یہ رپورٹ کرتا ہوں کہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کی موجودگی کے باوجود اس جلوس کی متانت اور سنجیدگی مثالی تھی۔ اس میں کوئی قابلِ احترام شخصیت مُردہ نہیں ہوئی، کسی کو "مُردہ باد" کا پیغام نہیں دیا گیا، کسی کا سوانگ نہیں رچایا گیا، کوئی دیہاتی اپنے حقے سے محروم نہیں ہوا کوئی نقلی داڑھی فروخت نہیں ہوئی، کسی نے اپنے آپ کو ایکٹنگ کی امتحان گاہ میں نہیں پایا، کسی نے سینہ کوبی نہیں کی، کسی کے منہ سے "ہائے وائے" کے الفاظ نہیں نکلے، یہاں تک کہ ٹریڈ یونینوں کی ٹولیوں نے بھی "ہائے ہائے" نہیں مچائی۔ ایک ریتلے ٹیلے کے سوا یہ متانت تقدس اور سنجیدگی کی نرم اور حسین ندی تھی۔ جو اپنی تقریباً ایک میل کی طوالتوں میں حسین اور ہر لحاظ سے عظیم تھی ——— علمائے کرام و کبار نے اپنی روایات سے ایک انچ ادھر ادھر ہونے سے انکار کرکے ہماری عزت رکھ لی تھی۔ اس کے لئے وہ لاہور کے سنجیدگی پسند اور عافیت کوش شہریوں کے شکریئے کے مستحق ہیں۔

سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یہ علماء کا جلوس معلوم ہوتا تھا۔ اس میں بیانگ دہل "کمیونزم" اور سوشل ازم کو کفر کہا گیا تھا اور اسی بات کو فتوے کی صورت میں قانونی شکل دینے والے ایک سو تیرہ علماء کے خلاف ناراضگی کے جذبے کا کوئی اظہار اس جلوس میں نظر نہیں آیا۔ وہی ولولہ انگیز اور روح کو بالیدگی دینے والا نعرہ ہر جگہ سُنائی دیا۔ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" مشرقی پاکستان کے جیش نے مغربی اور مشرقی پاکستان کی یک جہتی اور سالمیت کا حسین اور عظیم عَلَم بلند کر رکھا تھا۔ اسلام ایک ہزار میل کی دوریوں کو اپنے پاؤں تلے

روندتا نظر آیا۔ تفریق پیدا کرنے والوں کی ہر کوشش پر پانی پھرتا معلوم ہؤا جلوس نماز سے شروع ہوکر نماز پر ختم ہؤا۔ ایک سجدے سے دوسرے سجدے کے درمیان کا وقفہ، ایک خوبصورت عبادت کے تقدس میں لپٹا ہؤا معلوم ہوتا تھا۔ یہ شوکت اسلام کے دن نکلنے والے لاتعداد جلوسوں کے ساتھ اس جلوس کی پہلی مشابہت تھی۔

اور یہ مشابہت بڑی اور بے حد نمایاں مشابہت ہے۔ لاہور میں ایسے اندھوں کی تعداد بہت کم ہے، جو اس خوب صورت مشابہت کو نہ دیکھ سکے ہوں اور اس کا مفہوم نہ سمجھ سکے ہوں دوسری مشابہت اس کے مستحکم اور اثر پیدا کرنے کی قوت میں تھی۔ یوم شوکت اسلام کے بعد سنی کانفرنس نے اپنے باہمی اختلافات کے باوجود سوشل ازم کی متعدد لہراتی زبانوں پر مہریں ثبت کی تھیں اس جلوس نے اس اثر میں اضافہ کیا ہے اور یہ نمایاں فرق و امتیاز اور واضح اختلافات کے باوصف خواہی یا نخواہی، شعوری یا غیر شعوری، اختیاری یا غیر اختیاری طور پر اس بات کی "تائید کرنے میں کامیاب ہؤا کہ سوشلزم کی وہ یلغار جو سابقہ حکومت کے زوال جلو یا اس کی اوٹ میں ہوئی اور جو اس زوال کو اپنی کمین گاہ کے طور پر استعمال کرنے کو مفید سمجھ رہی ہے، موثر طور پر روک دی گئی ہے۔

میرے ایک دوست جو اس جلوس کو دیکھتے وقت میرے ساتھ تھے۔ اس جلوس کو بھی اس یلغار کے رک جانے کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے کئی بیانات یاد دلائے۔ سب سے دلچسپ بیان وہ تھا جس میں مولانا محترم نے فرمایا۔ تھا کہ اگر بھٹو صاحب سوشلزم کو مساوات محمدی کے ہم معنی سمجھتے ہیں تو مولانا ان سے اشتراک کرنے کو معیوب نہیں سمجھیں گے۔ سیاسی مقاصد کے لئے منطق کی ٹانگ توڑنے کے اس سے کہیں زیادہ دلچسپ واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اور مولانا غلام غوث ہزاروی سیاسی مقاصد سے بلند ہونے اور بشری کمزوریوں سے خالی ہونے کے کبھی دعویدار نہیں ہوئے۔ لیکن یہ جلوس اس گروپ کے اجتماعی عزم و شعور کا اظہار تھا۔ اس میں مولانا غلام غوث ہزاروی بھی منطق کو اس بُری طرح مجروح کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ یہاں کفر کو کفر ہی کا نام دیا گیا اور اس کے کسی نقاب یا برقعہ کا مصلحتاً بھی ذکر نہیں ہؤا۔ یہاں تک کہ پیپلز پارٹی یا کوئی دوسری سوشلسٹ سیاسی پارٹی جلوس میں شامل نہیں ہو سکی۔ بھٹو صاحب کی تصاویر کو سبیلوں تک محدود کر دیا اور مجھے یاد ہے قیام پاکستان سے بہت پہلے عاشورے کے دن ذوالجناح کے جلوس میں ہمارے ہندو ہمسائے بھی سبیلیں لگایا کرتے تھے۔ پیپلز پارٹی کے کارکن تو اللہ کے فضل سے مسلمان ہیں۔

اس عمومی اور وسیع تر قدر مشترک کی موجودگی میں ایک عام شہری مسلمان کو یہ سمجھنے میں خاصی دقت کا سامنا تھا کہ جب پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ ہی ہے تو پھر ہزاروی گروپ اور اسلام پسند پارٹیوں میں کیا فرق ہے یہ گروپ کی حیثیت میں اپنی طاقت سے لاہور والوں کو مرعوب کرنے پر کیوں آمادہ ہوئے اور انہوں نے دوسری طرف اسلام پسند پارٹیوں کے کندھے سے کندھا جوڑ کر کھڑا ہونا کیوں مناسب نہ سمجھا ہزاروی گروپ اس کے جواب میں کچھ منطقیانہ کچھ فلسفیانہ اور کچھ سیاسی دلائل پیش کرتا ہے یہ دلائل بینروں پر موجود تھا۔ ایک بینر نے ہمیں بتایا کہ یہ گروپ اسلام کی وہ تشریح قبول نہیں کرے گا جو مولانا مودودی کرتے ہیں دوسرا بینر کہہ رہا تھا کہ یہ گروپ امریکی سامراج کے خلاف ہے۔ تیسرا بینر یہ اطلاع دے رہا تھا کہ عرب ممالک کی باہمی تقسیم میں یہ گروپ ان ممالک کے ایک مخصوص گروپ کے حق میں ہے۔ یہ تمام سیاسی باریکیاں عام شہری کی سمجھ سے بالا تھیں البتہ عام شہریوں نے اپنے اپنے ذوق سیاست کے مطابق ایک واضح تقسیم ذہن میں قائم کرلی تھیں۔ یہ احساس مشترک تھا کہ مولانا مودودی اور بعض دوسرے علمائے اسلام سے اختلافات یا ذاتی رنجشیں اس گروپ کو اسلام پسند طاقتوں کے پہلو بہ پہلو آنے سے روک رہی ہیں۔ اسے خوشگوار اور صحت مند صورت حال کہا جائے گا یا ہماری بدنصیبی قرار دیا جائے گا۔ میرے خیال میں اس سوال کا جواب سیاسی ذوق کی بات ہے اور ہر شخص اپنے ذوق کا اتباع کرنے کے لئے آزاد ہے۔

بقیہ: دنیا حق کی متلاشی ہے

اہل اللہ سے محبت کے نتائج

اس حدیث کی رُو سے جو اللہ والوں کے ساتھ پیار رکھتا ہے درحقیقت یہ خدا کی محبت کی نشانی ہے — یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے۔ یہ پیار اور محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، مجھ کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب فرمائے، ان کی صحبت نصیب فرمائے۔ ان سے فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت

اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہوسکے گی۔

برادرانِ عرب ہیں بہادرانِ عرب

★ اسماعیل سیفی بی۔ اے پشاور ★

حالیہ تقریر میں سپہ سالار عرب صدر جمال عبدالناصر نے فتح و شکست کا نچوڑ یوں پیش کیا ہے کہ "فتح اس کی ہوتی ہے جو اپنی مرضی کسی پر منوا سکے" آیئے اس پانچ روزہ ہولناک جنگ کا میدانی جائزہ لیتے ہوئے یہ دیکھیں کہ جرأت و بسالت کا کردار کس نے ادا کیا اور بزدلی و ہزیمت کا مظاہرہ کس نے ———"؟

بلاشبہ شکست و پسپائی ایسی حالت ہے کہ تماشائی طبائع کو ہُنر بھی عیب نظر آتے ہیں ورنہ اب بھی وہی ناصر اور وہی مصر ہے جس نے سویز پر سہ طاقتی یلغار کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ سلیم الطبعی سے اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو صاف دکھائی دے گا کہ مسلمان ہارتا بھی ہے، مسلمان جیتتا بھی ہے! میدان کارزار میں جذبات دو طرح بٹ جاتے ہیں۔ ایک حوصلہ و ہمت، دوسرا خوف و ہراس۔ اسی لئے دور اندیش مفکرین اور بالغ نظر مدبرین شکست و فتح سے کنارہ کر کے پہلے وصف کے حامل گروپ کی تحسین اور دوسرے دھڑے پر نفرین کرتے آئے ہیں۔ دو لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ڈٹتا کون اور بھاگتا کون ہے؟

فتح و شکست نصیبوں سے ہے امیرؔ دے
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

آپ کو یاد ہو گا اسرائیلی چیف آف سٹاف نے ۱۴ مئی ۶۷ء کو چیلنج کیا تھا کہ "اسرائیل شام کے خلاف بھرپور کارروائی کرے گا" سارا عالم عرب ششدر رہ گیا ایک ہی مردِ میدان تھا جو کود گیا، اس نے اسلامی غیرت و اخوت کا مظاہرہ کر کے اس چیلنج کو ہاتھوں ہاتھ لیا کہ کسی بھی عرب ملک پر حملہ ہم پر حملہ ہے وُہ تھا صدر ناصر! ساتھ ہی عقبہ پر قبضہ کر کے اسرائیل کا ناکہ بند کر دیا ادھر شاہ حسین ہوا کے رُخ کو تاڑ گئے اور عرب اتحاد کا دلیرانہ اثبات کیا اب عرب اتحاد کی حامی ہی بھری جا رہی تھی کہ صدر ناصر نے زیرک و ذہین جرنیل کی طرح صیہونی پخت و پز کا اندازہ کر کے ۳ جون کو مشیرانِ خاص اور افسرانِ مجاز کو محض اپنے فوجی تجربہ اور سیاسی تدبر کی بناء پر متنبہ کیا کہ

۱۔ حملہ سب سے پہلے مصری فضائیہ پر ہو گا۔

۲۔ اسرائیل کے ساتھ امریکہ و برطانیہ بھی حملہ آور ہوں گے۔

۳۔ حملہ ۴۸ اور ۷۲ گھنٹوں کے درمیان ہونے والا ہے۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ وُہ بے خبر نہیں تھے بلکہ ایک بہادر سپہ سالار کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ رہی جوابی کارروائی تو وہ خلوتیانِ راز اور افسرانِ مجاز پر عائد ہوتی ہے۔ جن کی زیر کمان صرف ۱۰ منٹ کے قلیل عرصے میں فضا میں پہنچ جانے والا ترقی یافتہ مصری بیڑا تیار کھڑا تھا۔ نیز مصر کے ساختہ میزائلوں کے زبردست اڈے۔ مگر بُرا ہو غداری کا۔ ادھر ۵ جون کو قیامت ٹوٹ پڑی۔ امریکہ و برطانیہ و اسرائیل مکمل طاقت جھونک کر یکبارگی جھپٹ پڑے۔ مقابلے میں مصر اردن اور شام تھے۔ دشمن کے سات سات سو طیاروں نے مصر پہ آگ کی بارش کر دی۔ ادھر اردن اور شام پر چار چار سو اور چھ چھ سو طیاروں نے یلغار کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تینوں کی فضائی قوت زمین چاٹ گئی۔ آج کی دنیا کو مسلّم ہے کہ فضائی تحفظ کے بغیر بہتر سے بہتر فوج بھی ناکارہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس پانچ روزہ لڑائی کے ابتدائی دنوں میں برادرانِ عرب کی صرف بری فوج نے دشمن کی بے شمار مسلح افواج اور آگ اگلتے ٹینکوں، گولہ بار توپوں، پھر ہر محاذ پر سات سات سو جہازوں سے برستے آگ کے تنوروں کا جس پامردی سے مقابلہ کیا وہ دشمن کے لئے بھی حیرت افزا ثابت ہوا کہ زمین آسمان میں آگ ہی آگ ہے۔ اور سروں پر گدھوں کی طرح منڈلاتے سینکڑوں جہاز، مگر کیا فوجی کیا شہری، چٹان کی طرح ڈٹ گئے ہیں، گرفتار ہو جاتے ہیں یا جل بھُن کر ڈھیر، مگر بھاگتا ایک نہیں۔ دورانِ جنگ کوئی مہاجر نہیں بنا۔ ایسی حالت میں بھی اوپر سے شام نے پیش قدمی کر دی۔ کئی دیہات و قصبات پر قبضہ کر کے شہروں تک پہنچ رہا ہے۔ ادھر اردنی جانباز بیت المقدس کے یہودی علاقہ میں جا گھسے ادھر مصری سپاہ دشمنوں کو چیرتے، ٹینکوں کو پھاڑتے، سینکڑوں طیاروں کی برستی آگ میں نہاتے اور شہادت کے آتشیں جام نوش کرتے ہوئے بھی اسرائیل کے اتنے اندر جا گھسے ہیں کہ ان کا مرکز حکومت تل ابیب ۷ جون کو وہ سامنے دس میل رہ گیا ہے۔ دیکھئے سنڈے ٹائمز لندن یہ دشمن کا اعتراف ہے یہ زبردست پیش قدمی اور بے مثال پامردی عرب خون کی ایمانی غیرت ہی تو ہے، بلکہ یہ وصفِ غیرت و حمیت تو دورِ جاہلیت میں بھی ان کا طرۂ امتیاز رہا۔ اور جب دنیا جہان کا عیب ان میں تھا پھر بھی حق تعالیٰ کی نگہ ناز نے تمام اقوامِ عالم میں انہی کا انتخاب لاجواب کیا۔ اب تو نعمت ایمان سے متصف ہیں۔ کیوں نہ یہودِ مغضوب کے مقابلے میں خدا کو محبوب ہوں گے۔ بھلا جو کفر میں بھی سخت اور اسلام میں بھی سخت و سنگین ہوں، بزدل کی ہوا انہیں کیسے چھو سکتی ہے۔ ذرا دھیان دوڑایئے، پاکستانی اخباروں کی اس تصویر کی طرف، شعلہ بار تصویر دشمن کے ٹینکوں میں گھرے ہوئے دو تین عرب فوجی کسی کے سر میں آگ بھڑک رہی ہے، کسی کے بازو اور کمر سے شعلے بلند ہو رہے ہیں، لیکن جب تک دم میں دم ہے شعلوں کی نذر ہو کر بھی ہتھیار نہیں ڈالتے، بلکہ دشمن کو تاک تاک کر نشانہ بنا رہے ہیں۔ اسے بزدلی کہنا آسمان پر تھوکنا نہیں تو اور کیا ہے؟ نہیں نہیں، اگر یہ مومنان ازلی بزدلی پر اتر آئے تو آج مصر، اُردن اور شام پر عربی علم کی بجائے یہودی جھنڈا لہرا رہا ہوتا ———! دنیا کی عظیم طاقتوں کا بے تحاشہ حملہ ہو اور یہ چھوٹے چھوٹے ملک پھر بھی فتح نہ ہو پائیں؟؟

ملاحظہ فرمائیں کہ بہادرانِ عرب رہ

کیسے گئے؟ جب شامی فوجیں اُوپر سے بڑھ رہی تھیں، اردن سامنے سے سیسہ پلائی دیوار تھا اور یہ اتحاد کی برکت تھی کہ اردن کا فضائی تحفظ عراق کرتا رہا اور عمان کو امان ملتی رہی۔ صرف ایک دن میں ہمارے نشریے کے مطابق عراقی طیاروں نے دشمن کے سینکڑوں طیاروں کو کراس کرکے اسرائیل کے مرکز تل ابیب پر پچاس بار بھرپور حملے کئے۔ ایسی کشیدہ اور پیچیدہ حالت میں یہ کامیابی صرف موت سے کھیلنے والے بہادر ہی انجام دے سکتے ہیں۔ دوسری طرف مصری سپاہ بپھرے شیر کی طرح، بقول سنڈے ٹائمز لنڈن کے تل ابیب سے صرف ۱۸ میل دُور تھے، عین اس وقت جب دشمن کے کیئے دھرے پر پانی پھرنے والا تھا ایک اور خون آشام منصوبہ باندھا گیا۔ سرزمین عرب کے غیر ملکی فوجی اڈے استعمال ہوئے۔ امریکی اور برطانوی بحری بیڑے حرکت میں آگئے جن سے اٹھتے ہوئے جہازوں کی نشاندہی شاہ حسین نے خود فرمائی بالخصوص مصر کی پشت میں لیبیا کے عظیم امریکن اڈے سے ہر ہر گھنٹے بعد پچاس پچاس جہاز اٹھتے اور مصر کی تل ابیب تک بڑھی ہوئی فوج کی پچھلی سڑکوں اور رسد و کمک کو کاٹتے جاتے۔ پھر بھی شاید انجام ایسا نہ ہوتا مگر مسلمانوں کے ساتھ بعض مسلمان افسروں نے غداری شروع کر دی اور تو اور غزہ کے گورنر رجب علی کو دیکھئے کہ ملّت فروشی کرکے لکھ کر غزہ یہود بے بہبود کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ آگے بڑھے ہوئے مصری مجاہد آگے پیچھے سے کٹ گئے اور وہی دس میل کا فاصلہ مصر اور تل ابیب کے پرانے فاصلوں پر آ رہا۔ قصّہ کوتاہ، جس منصوبے کو شروع میں فضائی غداری پورا نہ کر سکیں اب بڑی غداریوں نے مکمل کر دیا۔ اللہ کا احسان ہے کہ پھر بھی دشمن منہ کی کھا گیا اور اپنے مقاصد میں ناکام رہا اتنی قیامت خیزی کے بعد اگر دشمن نے لیا بھی تو صرف آٹھ میل شام صرف نصفِ ثانی بیت المقدس کا اور صرف صحرائی حصہ مصر کا— دشمن تو عرب کا لوہا مان گیا ہے کہ انہیں فتح کرنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ ذرا توجہ فرمائیں حملے کی شدت اور وحشت و بربریت کی گرم بازاری دیکھ کر برطانیہ کا ہفت روزہ ــــ "اکانومسٹ" شاید اسی لئے پکار اٹھا ہے...

"مصر کی فوجی نااہلیت پر بغلیں نہیں بجانا چاہئے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر برطانیہ بھی انہی حالات سے دو چار ہوتا، جن سے مصر کو دو چار ہونا پڑا تو ان حالات میں وہ بھی کچھ نہ کر سکتا۔" (۳۰/ جون ۱۹۶۷ء نوائے وقت) مگر بغلیں بجانے والے تو ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ فلک کج رفتار نے ایک نرالا تماشا دکھا کر اور تو اور خدا کے مغضوب، دنیا کے پلید ترین اور حیا باختہ یہود کے بناوٹی کردار کی تعریف و توصیف میں حلق پھاڑے جا رہے ہیں۔ قلم گھسائے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی مظلوم عربوں پر لعن طعن کی سنگ باری مزید! ڈالروں کے مال حرام کی چاٹ نے ان کا ذائقہ بدل دیا تھا، ورنہ وہ اس حقیقت سے واقف ہوتے کہ ناکامی کی تلخی سے زیادہ ناکامی کے طعنے روح فرسا ہوتے ہیں۔ پھر تاسف آمیز تعجب یہ کہ ایسے ناٹک رچائے بھی گئے، تو بعض اسلامی ممالک میں افسانہائے بوقلموں درآمد بھی ہوئے تو لندن، واشنگٹن اور تل ابیب سے پھر ان خرافات پر "اعتقاد" بھی کون لائے۔ اصحاب رسولؐ کا "اعتماد" مجروح کرنے والے۔ سکۃ بند صالحین!

کاش انہیں معلوم ہوتا کہ بدر کی فتح کے بعد اُحد کی شکست کا سامنا بھی ہو جاتا ہے مگر بد دل ہونے یا مسلمانوں سے بے زاری و نفرت اور کفار سے میلان و رغبت کا جواز کہاں سے نکل آیا؟ آخر یہ بھی تو لازم نہیں ٹھہرا کہ فتح و ظفر صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے۔ غور فرمایئے غزوۂ حنین میں اسلحہ سے لیس ٹھاٹھیں مارتا لشکر جرار اکھڑ گیا..... تو کیا اصول جنگ بدل گئے؟ یہ بھی مکاری و عیاری ہے کہ مسلمان شکست کھا گئے تو اس کی "نامسلمانی" کی راگنی الاپی جائے۔ میدان کربلا میں خون سے لتھڑے ذرّوں کی پکار سنیئے۔ نبوّت کے آخری تاجدارؐ کا چہیتا خاندان لٹ پٹ گیا.... تو کیا یزید کو سرخاب کے پر لگ گئے؟ دور نہ جایئے۔ ہند و پاک کی تاریخ پر ہی سرسری نظر دوڑایئے یہ سراج الدولہ کی شکست، یہ ٹیپو سلطان کی شہادت، تحریک بالاکوٹ، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، یہ بہادر شاہ ظفر کی اسارت ان سب کی ناکامی و پسپائی کے پس منظر میں ننگ ملت، ننگِ دین، ننگِ وطن "غدار" ہی تو سرگرم عمل تھے۔ دنیا ہمیشہ غداروں پر لعنت ملامت کرتی آئی ہے مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ "رہنماؤں" پر کیچڑ اچھالنے کا الٹا چکر چلا ہو۔ یاد کیجئے وہ وقت جب ملت اسلامیہ سے خلافت کا آخری نشان بھی مٹا دیا گیا تھا حتیٰ کہ حجاز مقدس تک انگریز کا عمل دخل ہونے لگا۔ آج کا سانحہ اس سے بڑھ کر تو نہیں۔ لیکن اس وقت کے قلمکاروں اور زبان آوروں میں صحت فکر تھی، جوش انتقام نہیں۔ ملت سے وفاداری تھی، غداری نہیں۔ وہ نہ مصلحت پر پھسلتے نہ جھانسے میں آتے۔ اسلام ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ وہ تھے شیخ الہند مولانا محمود الحسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد۔ رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر وغیرہمؒ جنہوں نے اس مرگ ناگہانی کو ذرہ بھر محسوس نہ ہونے دیا اور تسلی و طمانیت کی ایسی لہر دوڑا دی کہ ہارے ہوئے بھی ہیرو نظر آنے لگے۔ انجام کار میدانی شکست ذہنی فتح میں بدل گئی ملال یہ ہے کہ آج امریکہ و برطانیہ خود سر توڑ کوشش کے بعد بھی ملت اسلامیہ میں نفرت و ناکامی کی یہ بدبو پھیلا نہ سکتا جو ثمناً قلیلا کے عوض ان کے گماشتوں نے عام کی۔ تاریخ ملت اسلامیہ شاہد ہے کہ مسلمان نے اس وقت تک شکست نہیں کھائی جب تک مسلمان نے مسلمان کے ساتھ غداری نہیں کی۔ ؏

ہمہ از دست دیگراں نالند سعدی از دست خویشتن فریاد

اب تو ساٹھ لاکھ کا پردہ چاک ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی خاطر اہلِ اسلام کو رسوا کرنے والے اکثر غدار اسی اخوان المسلمین سے تعلق رکھتے تھے جس نے سات مرتبہ جنگ سے قبل بھی اپنے آقایان ولی نعمت کے اشارۂ ابرو پہ سامراج دشمن ناصر کو ختم کرنے کی رسوائی مول لی تھی۔ وجہ و سبب ظاہر و باہر ہے۔ کہ مصر اپنی استقامت و عظمت میں عالم اسلام کا مرکز سیاست بن گیا ہے۔ اور ناصر یہود و نصاریٰ کی آنکھ کا کانٹا۔ وہ سرزمین عرب سے یہود و نصاریٰ کا نقش مٹا دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے تو اس کی ہر آواز طعن و تشنیع کے ترازو میں تلتی یا تنقیص و تعریض کے سان پر کھنچتی

باقی صفحہ ۱۸ پر

قرآن کا پیام

مولانا محمد اویس ندوی نگرامی

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ الْحِسَابِ ○

(سورہ البقرہ پارہ ۲ آیت ۲۱۲)

ترجمہ - خوش نما کردی گئی ہے - دنیوی زندگی ان لوگوں کی نظر میں جو کافر ہیں اور وہ ان لوگوں تمسخر کرتے ہیں جو ایمان لائے ہیں درآنحالیکہ جو لوگ ڈرتے ہیں وہ ان سے (کہیں) اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے -

دنیا کے ظاہری سازوسامان، جاہ حشم اور شان و شوکت نے ہمیشہ انسانوں کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی ہے یہ چیزیں گو فانی اور بے حقیقت ہیں لیکن نافہم انھیں مادی لذتوں کو اہمیت دیتے ہیں - اور اسی پیمانہ سے سب کو لاتے ہیں -

مکہ کے مشرکین کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں جو شکوک تھے - ان میں سے ایک یہ بھی تھا

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ○ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ○

(سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت ۹۰)

ترجمہ - اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردیں یا خاص آپ کے لئے کھجور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو - پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کردیں

یعنی وہ نبی کو ایک دنیاوی بادشاہ کی حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں ان کے نزدیک عظمت اور بلندی کا معیار صرف یہی چیزیں تھیں اس لئے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۵ آیت ۹۳)

ترجمہ - یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر ہو -

سورۂ الفرقان میں کافروں کا قول نقل کیا گیا

اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ (سورہ الفرقان پارہ ۱۸ ایت ۸)

ترجمہ - یا اس کے پاس کوئی خزانہ پڑتا یا اس کے پاس باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا -

یہ مادی عشرتیں جب کسی کی زندگی کا مقصود بن جاتی ہیں - اور یہ ظاہری آسائشیں جب کسی کی نگاہ میں کامیابی اور ناکامی کا معیار بن جاتی ہیں اور یہ ظاہری آسائشیں جب کسی کی نگاہ کے باوجود اپنے پاس مال و متاع نہیں رکھتے سیم و زر کے وہ مالک نہیں ہوتے، محل اور کوٹھیاں ان کے پاس نہیں ہوتیں اور لباس فاخرہ ان کے زیب بدن نہیں ہوتا تو یہ نادان اور کم عقل ان کو ذلت کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کو اپنی مجلسوں میں باریابی کے لائق نہیں سمجھتے ہیں - بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں - اور ان کی غربت و کم مائگی کو ان کی محرومی کی نشانی جانتے ہیں -

ابتدائے اسلام میں مکہ کی زندگی مسلمانوں کے لئے ابتلاء و آزمائش کی عجیب زندگی تھی ایک طرف فقر و فاقہ اور تنگ دستی ان کے بہترین ساتھی تھے، دوسری طرف ظالم اور جفا پیشہ اشخاص کے جور و ستم کے یہ نشانہ تھے ان حالات کو دیکھ کہ کفار مکہ ان کا مذاق اڑاتے تھے - یہی مسلمان جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ (صلی اللہ علی صاحبہا) گئے تو وہاں کے یہود نے ان فقرائے مہاجرین کے ساتھ تمسخر کرنا شروع کیا -

قرآن مجید نے مسلمانوں کی اس صورت حال کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا -

وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ

(پارہ سیقول سورہ بقرہ آیت ۲۱۲)

ترجمہ - اور وہ لوگ ان لوگوں سے تمسخر کرتے ہیں - جو ایمان لائے ہیں -

سورۂ المطففین میں تمسخر کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ○ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ○ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ○

ترجمہ - جو لوگ مجرم تھے وہ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے اور یہ جب ان کے سامنے سے ہو کر گزرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھر کو جاتے تو دل لگیاں کرتے اور جب ان کو دیکھتے تو یوں کہا کرتے کہ یہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں

قرآن مجید نے اس استہزا اور مذاق کا ایک اصولی جواب تو یہ دیا

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(سورہ البقرہ پارہ ۲)

ترجمہ - اور اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے -

یعنی مال و دولت کی یہ افراط اور سامان معیشت کی یہ فراوانی خدا کے یہاں تمہارے مقبول ہونے کی علامت نہیں ہے - ان چیزوں کا تعلق اللہ تعالے کے مصالح تکوینی سے ہے نہ تم اس پر مغرور ہو اور نہ دوسرے اس سے مرعوب ہوں' دوسرے یہ کہ آج تم زندگی کے جس سازوسامان پر فخر کر رہے ہو ممکن ہے تم سے لیکر کل ان کو دے دیا جائے تم جن کا مذاق اڑا رہے ہو چنانچہ یہی ہوا بھی انہیں غریبوں کو جن پر یہ کافر ہنستے تھے - اللہ تبارک و تعالے نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مال و متاع پر اور فارس اور روم کی عظیم الشان حکومتوں پر قابض کرا دیا کفار کے استہزا کا یہ جواب تو اسی دنیا سے متعلق تھا - اس کا دوسرا جواب یہ ہے

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

(سورہ البقرہ پارہ ۲ ایت ۲۱۲)

ترجمہ - درآں حالیکہ جو لوگ ڈرتے رہتے ہیں وہ ان سے (کہیں) اوپر ہوں گے قیامت کے دن

یعنی یہ دنیا فانی ہے اس کے ساتھ معاش کی فراغت بھی فنا ہو جائے گی اصلی عظمت اور بلندی تو آخرت کی ہے اور وہاں یہ صاحبان تقوی تم سے بڑھے ہوئے ہوں گے یہ علیین کی بلندیوں میں ہوں گے - اور تم اسفل السافلین کی ذلتوں میں ہوگے ! اس دن کا نقشہ یہ ہوگا -

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۙ○ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ؕ○ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ پارہ ۳۰ سورہ المطففین آیت ۳۴ و ۳۶

ترجمہ - سو آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہونگے مسہریوں پر دیکھ رہے ہوں گے واقعی کافروں کو ان کے کئے کا خوب بدلہ ملا -

یعنی تم جن کو احمق اور بے عقل سمجھتے تھے، تم جن پر پھبتیاں کستے تھے اور جن سے خوش طبعی کرتے تھے جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ انہوں نے موجود اور محسوس لذتوں کو جنت کی خیالی لذتوں پر یہاں کے نقد کو وہاں کے ادھار پر چھوڑ رکھا ہے - اب آج وہ ہماری بدحالی دیکھ کر ہنس رہے ہیں -

آیات بالا کا تعلق صراحۃً اہل کفر سے تھا لیکن ضمناً یہ بات معلوم ہوئی - کہ اگر خدا نخواستہ ہم بھی اس جرم کے مرتکب ہوں کہ دنیاوی مال و متاع کو اصل مقصود بنا کر ان صاحبان دین و تقوی کو نظر حقارت سے دیکھیں ؟

جو خدا کے مصالح تکوینی کی بنا پر ظاہری مال ومتاع کی فراوانی سے محروم ہوں تو یہ معمولی جرم نہیں ہے ہم کو اس سے متنبہ اور ہوشیار رہنا چاہئے کہ اصل عزت آخرت کی عزت ہے اور اصل دولت ایمان و تقویٰ کی دولت ہے

بقیہ : بہادران عرب

ہے۔ لیجئے رنگ و آہنگ کا آثار چڑھاؤ ملاحظہ ہو کہ وہی لوگ جو اس مرد میدان کی مخالفت میں ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ پہلے عرب اتحاد کی مخالفت کرتے رہے۔ تاکہ یہود و نصاریٰ کے مفاد پر زد نہ پڑنے پائے۔ اب بعد از خرابی بسیار اتحاد عمل میں آگیا ہے، تو موم کی ناک یوں مڑ گئی ہے، کہ عرب پہلے سے سر جوڑ کر بیٹھتے تو بہتر ہوتا۔ ع

من خوب می شناسم رندان پارسارا

جہاں تک بزدلی و بہادری کا معاملہ تھا یا طاقت کے توازن کی بات تو جنگ بندی کے بعد کا وہ منظر سامنے لایئے، کہ امریکہ و برطانیہ یہود کی مشترکہ طاقت یک رخ ہو کر شام پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ وزیر اعظم شام للکارتا ہے "شام کی سرزمین کو دشمن کے لئے قبرستان بنا دو۔!" اہل شام شمشیر بے نیام ہو جاتے ہیں۔ ذرا انصاف کی نظر سے دیکھا جائے کہ زمین آسمان سے عظیم طاقتوں کا یکبارگی اور یک رخہ حملہ ہے شام اکیلا ہے، طیارہ ایک نہیں۔ پھر بھی دشمن آٹھ میل سے زیادہ نہیں بڑھ سکا۔ یہ عربوں کی سرفروشی و جانبازی نہیں تو اور کیا ہے؟ اسے بھی رہنے دیں۔ نہر سویز کا مشرقی کنارا دیکھئے۔ پورٹ سعید کے بالمقابل پورٹ فواد پر دشمن کا قبضہ ہے۔ جنگ بندی ہو چکی ہے لیکن مزید قبضے کے لئے اسرائیل بری، بحری اور ہوائی ایک بڑا حملہ کرتا ہے مصر کے بپھرے شیر اُترے آتے ہیں، طوفان کا رن پڑتا ہے۔ یہودیوں کو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ مقبوضہ علاقہ بھی چھوڑ کر اپنا سا منہ لئے بھاگتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ چند روز بعد مصری فوج بے جگری کا ثبوت دے کر انہیں پورٹ توفیق سے بھی بھگا دیتی ہے۔ اگر یہودی بہادر ہوتے تو لے لیتے نا مصریوں سے پورٹ فواد یا پورٹ توفیق؟

برادران عرب کی استقامت کا یہ حال کہ ذرا بھی کمزور قرارداد کو سپہ سالار عرب ٹھکرائے چلا جا رہا ہے۔ خودداری کا یہ عالم کہ کسی ملک کا رخ نہیں کر رہا۔ الٹا بڑے بڑوں نے خود پھیرے پر پھیرا شروع کر دیا ہے۔

بقیہ ۔ مسجد؟ فضائل و آداب

منع ہے۔ مسجد میں بدبودار چیز کھا کر نہ آؤ مسجد میں قصاص لینا منع ہے۔ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس جگہ کو صاف کرو اور فرمایا کہ مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنا منع ہے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ دنیاوی گفتگو مسجد میں کیا کریں گے۔ ایسے لوگوں کی عبادت قبول نہیں ہے اس پر ہی کسی نے کہا ہے ؎

کرے بات دنیا کی مسجد میں جو
عبادت قبول اُس کی ہرگز نہ ہو

پیارے بچو! یہ مساجد تو ایک قسم کے دارالشفا ہیں۔ اور ہم سب روحانی مریض ہیں۔ آیئے ہم یہاں آ کر شفا حاصل کریں۔ اپنے سابقہ گناہوں سے تائب ہوں۔ اور اپنی غلطیوں۔ کوتاہیوں اور فروگزاشتوں کا اعتراف کریں۔ اور آئیندہ کے لئے صدق دل سے عمل کی تیاری کریں۔ خدا ہم سب کو معاف فرمائے۔ آمین ثم آمین

بچوں کا صفحہ

مساجد؟ فضائل و آداب

محمد صدیق عاصی اورنگ آباد

لغت کے لحاظ سے مسجد سجدہ کرنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاحًا ہر ایسی جگہ کو یہ نام دیا جا سکتا ہے۔ جو باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مخصوص کر دی گئی ہو بلکہ مسلمان کے لئے تو ہر پاکیزہ جگہ مسجد ہے کیونکہ جہاں ہمارے آقا حبیب خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چیزوں کی بنا پر دوسرے انبیاء کرام پر فضیلت حاصل ہے وہاں ایک یہ بھی ہے۔ کہ آپؐ کے لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔

مگر تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ اسلام کے اندر مساجد کا رتبہ صرف عبادت گاہوں تک ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو شعار ملّی ہیں مگر آج کل ان کی اہمیت کو فراموش کیا جا چکا ہے یہ نہ بھولئے کہ مساجد مسلمانان عالم کی اجتماعی زندگی کی سرگرمیوں کا مراکز رہی ہیں۔ کوئی وقت تھا جب تہذیبی، معاشرتی، تمدنی، سیاسی اور ملّی جد و جہد کا مقام یہ اللہ کے گھر کے تمام شعبوں سے متعلقہ امور انہیں مراکز میں طے کئے جاتے تھے۔ ان کے علاوہ خاص طور پر خدا کی عبادت، تعلیم دین ان کا مقصد اولیٰ ہے، یہ تنظیم اور مساوات کا سبق دیتی ہیں

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، اور نہ کوئی بندہ نواز

یہاں سے ہی احساس اخوت اور باہمی ہمدردی کا درس ملتا ہے، اس کے علاوہ ہر قوم کا ایک نہ ایک شعار ہوتا ہے۔ جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔ جس کو قائم دیکھ کر اس کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ تو مساجد اسلامی شعار ہیں کیونکہ جب اس میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ تو وہ علی الاعلان خدا کی بزرگی کا پتہ دیتی ہے۔ مسجد کو دیکھ کر یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہاں مسلمان آباد ہیں۔

علاوہ ازیں مساجد میں "منبر و محراب" مسلمانوں کے لئے ایک محور کی حیثیت رکھتے ہیں ایک مدت تک ملت اسلامیہ کی ہر تحریک کا آغاز یہیں سے ہوتا رہا ہے۔ مسلمان کو جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ فورًا اللہ کے گھر میں پناہ ڈھونڈتا۔ بسا اوقات جب مجاہدین اسلام کفار سے برسرپیکار ہوتے تو مساجد کے صحن ان کے لئے دعائیں مانگنے والوں سے بھر جاتے۔ کیوں نہ بھر جائیں آخر مسلمان کا آخری سہارا ان گھروں کا مالک ہے۔ ان گھروں سے انسان کو ہر وہ چیز ملتی ہے۔ جس کی کہ وہ تمنا کرے اور ان گھروں کے مالک سے مانگنے والا ایک نہ ایک دن اپنے گوہر مقصود کو پا ہی لیتا ہے مساجد کے ضمن میں ایک بات یاد آگئی۔ کچھ عرصہ ہوا۔ لاہور کی کسی لیڈی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے ملک کی ترقی کے درمیان یہ مساجد حائل ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن اس کو پتہ نہیں کہ خداوند تعالےٰ جب کبھی اپنے بندوں کی مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے عالم دنیا پر قہر کی نظر کرتا ہے تو چونکہ ہر جگہ دنیا میں مساجد کے مینار دوسری عمارات سے بلند ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر اسے رحم آجاتا ہے۔ اور اُس کی قہاری پھر رحیمی میں تبدیل ہو جاتی ہے ایک وقت گزرا ہے۔ کہ عیسائیوں کے ایک وفد نے دمشق کی جامع مسجد کو دیکھا تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا یہ عروج وقتی ہے۔ مگر اس مسجد کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان ایک زندہ قوم ہے۔ اور اسے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے

فضائل

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ کے گھر وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "بیشک مساجد اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم (ان میں) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو"۔ ایک اور جگہ یوں فرمایا ہے۔ "اور مسجدیں ہیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے پڑھا جاتا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر تیار فرماتا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جن سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا جب کہ اس دن کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ آدمی ہوگا۔ جس کا مسجد سے اس قدر قلبی لگاؤ ہے کہ جب وہ ایک نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو دوسری نماز کے وقت تک اس کا دل بے قرار رہتا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مجھ پر میری امت کی جو نیکیاں پیش کی گئیں۔ ان میں مساجد سے کوڑا کرکٹ اور مٹی وغیرہ نکالنا بھی شامل ہے۔ اور فرمایا اکیلا گھر پر نماز پڑھنے سے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں ستائیں درجہ ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ جب آدمی نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے مسجد کو جاتا ہے۔ تو ہر قدم کے بدلے ایک گناہ معاف اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب تک نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو نماز ہی میں شمار ہوگا بشرطیکہ بے وضو نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ دے۔ اور جامع مسجد میں جانے کا ثواب اور بھی کئی گنا زیادہ ہوگا۔ مسجد الحرام میں ایک لاکھ نمازوں کا اور مسجد نبوی صلعم میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک زمین میں سب سے افضل جگہیں مساجد ہیں اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔ اور فرمایا۔ مساجد جنت کے باغ ہیں اور ان کے پھل سبحان اللہ، الحمد للہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔ فرمایا۔ مساجد کی تعمیر اور صفائی ایمان کی علامت ہے۔

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں۔ ایمان کی منڈیاں ہیں مساجد، دوکاندار ہے عالم ربانی دوکان ہے اس کا سینہ، پونجی ہے ایمان ..... مال ہے قال اللہ و قال الرسول۔ اگر مسلمان ایمان کی پونجی لے کر کسی عالم ربانی سے قرآن مجید اور احادیث سنے گا تو پھر انشا اللہ ہدایت ہو جائے گی۔ ملفوظات طیبات صـ۱۲

آداب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو پہلے دایاں قدم رکھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اور جب مسجد سے نکلے تو بائیاں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ اور فرمایا جب تم مسجد میں داخل ہو جاؤ۔ تو دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھ جاؤ فرمایا۔ مسجد میں برے شعر اور خرید و فروخت

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ		۱۱
" " ششماہی		۶
" " "		۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ		۴۲
" " بحری جہاز "		۱۵
" " ہوائی ڈاک ششماہی		۲۱
" " بحری		۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۴۳
" " بحری "	۸۰	۲۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

وفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷ - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷/۹/۳۹ ۲-۹-۵۵ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء